Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 62

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 26

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

17 شعبان 1434 ہجری قمری 27 احسان 1392 ہش 27 جون 2013ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا في عمره وامره۔

رمضان کے مہینہ میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا

ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَھُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَھِدَ مِنۡکُمُ الشَّھۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّھُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ۝

(سورۃ البقرہ: ۱۸۴-۱۸۷)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتۡ اَبۡوَابُ الۡجَنَّۃِ وَ غُلِّقَتۡ اَبۡوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیۡنُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل يقال رمضان او شهر رمضان)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

عَنۡ طَلۡحَۃَ بۡنِ عُبَیۡدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَأَی الۡھِلَالَ قَالَ : اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیۡنَا بِالۡاَمۡنِ وَالۡاِیۡمَانِ ، وَالسَّلَامَۃِ وَالۡاِسۡلَامِ ، رَبِّیۡ وَرَبُّکَ اللّٰہُ ، ھِلَالُ رُشۡدٍ وَخَیۡرٍ۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول عند رویۃ الھلال)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے۔ اے میرے خدا! یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند! میرا ربّ اور تیرا ربّ اللہ تعالیٰ ہے۔ تُو خیر و برکت اور رُشد و بھلائی کا چاند بن۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۞ ......"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اَکل و شُرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے، روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لیے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رَمَضْ اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔"

(الحکم جلد 5 نمبر 27 مورخہ 24/جولائی 1901ء صفحہ 2)

۞ ......'شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ:186) یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لیے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔ اور تجلّیٔ قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

(البدر جلد 1 نمبر 7 مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد اوّل صفحہ 646-647)

۞۞۞

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اداریہ

شری رام چندر جی مہاراج ہندوستان کے ایک عظیم رہنما

قسط:۷ (آخری قسط)

قارئین گزشتہ اقساط میں ہم تفصیل سے شری رام چندر جی مہاراج کے انسان ہونے ،آپ کی عظمت، تعلیم اور عقائد پر گفتگو کر چکے ہیں۔شری رام چندر جی کی شخصیت ہندوستان میں مشہور و معروف ہے اور صدیاں گزرنے کے بعد بھی ہندوستان کی اکثریت آپ کی عظمت کی قائل ہے۔ ہندو تو آپ کے معتقدین ہیں ہی مسلمانوں میں سے بھی ایک بڑا طبقہ آپ کے بلند مقام و مرتبہ کا قائل ہے۔آیئے اسلامی نقطہ نگاہ سے اس پہلو پر غور کریں۔

قرآن مجید دُنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس نے قیام امن کے عالمگیر اصول بیان فرمائے ہیں اور ان عالمگیر اصولوں میں ایک اصول یہ ہے کہ اُس نے مذہبی بانیان کی عزت واحترام کو قائم کیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور اُنہیں سچا تسلیم کرتے ہیں اُسی طرح دیگر مذاہب کے بانیان کی بھی عزت واحترام کریں اور اُن پر ایمان لائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح بیان فرمایا ہے کہ دُنیا کی ہر ایک قوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول وہادی مبعوث فرمائے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ ○ (الفاطر:۲۵)

ترجمہ:اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ (النحل:۳۷)

ترجمہ:اور یقیناً ہم نے ہر اُمت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔

اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ ○ (الرعد آیت۸)

ترجمہ: یقینا! تو محض ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہوتا ہے۔

قارئین! ہندوستان ایک پرانا اور آباد ملک ہے کروڑوں وانسان اس میں آباد ہیں۔ضرور ہے کہ اس ملک میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے نبی اور رسول بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے بھیجے ہوں اور شری رام چندر جی مہاراج اور شری کرشن جی مہاراج اس ملک کے بہت بڑے ریفارمر مانے جاتے ہیں۔امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام نے شریعت اسلام کے اہم اور روشن حکم کے ماتحت شری رام چندر جی مہاراج اور شری کرشن جی مہاراج کو توحید پھیلانے والا نبی تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ بعض دوسرے مسلمانوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

بے شک بعض ہندوؤں نے شری رام چندر جی کی طرف بہت سے ناگفتہ بہ افعال وعقائد منسوب کیے ہیں مگر اس میں ان معزز شخصیتوں کا کیا قصور ہے کیا اس وجہ سے ہم ان کو بُرا انسان خیال کریں؟ اگر یہ طریق درست تسلیم کر لیا جائے تو نہ صرف شری رام چندر جی کو چھوڑنا چاہیئے بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام اور دیگر انبیا علیہ السلام کو بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ان کی قوم نے بھی ان کی طرف نہایت غلط اعتقاد اور گندے افعال منسوب کیے ہیں۔ بنی اسرائیل کے بعض انبیا کی بابت بائیبل اور یہود ونصاری کی کتابوں میں ناشائستہ الفاظ درج ہیں شرافت انسانی ان کے ذکر کرنے سے مانع ہے۔اب کیا یہود ونصاری کے الزاموں کی وجہ سے ہم قرآن مجید اور اسلام کے اس امتیازی عالمگیر اور صلح کل اصول کو ترک کر دیں اور ان انبیا کو ان افعال کا مرتکب سمجھ لیں؟

امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے قرآن مجید کی روشنی میں بانیان مذاہب کی عزت واحترام کے لیے ضروری قرار دیا کہ بانیان مذاہب اور ان کی کتب مقدسہ کی عزت وصداقت کو قائم کیا جائے۔آپ فرماتے ہیں:

”یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے ہوں یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول قرآن نے ہمیں سکھایا ہے اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جنکی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہبی پیشوا ہوں یا فارسیوں کے یا چینیوں کے یا یہودیوں کے مذہب یا عیسائیوں کے مذہب کے۔“ (تحفہ قیصریہ صفحہ 7)

اسی طرح فرمایا ”اسلام وہ پاک وصلح کار مذہب تھا جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہیں کیا اور قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا۔“ (پیغام صلح صفحہ ۳۰)

امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے شری رام چندر جی مہاراج کے متعلق ارشادات:

(باقی صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم نے پاک تبدیلیاں نہ صرف رمضان میں بلکہ سارا سال کرنی ہیں

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ اگست ۲۰۱۲ء میں فرمایا:

پس ہم نے یہ زندگی صرف ایک ماہ اُس کے حکم کے مطابق نہیں گزارنی بلکہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ اُس کے حکموں کے مطابق گزرے گا۔پس اس بات پر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں لاتے ہوئے ہم نے اس رمضان سے گزرنا ہے انشاء اللہ۔اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہوئے ہم نے اس رمضان میں سے گزرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرتے ہوئے ہم نے اس رمضان میں سے گزرنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ہم نے اس رمضان میں سے گزرنا ہے اور پھر اس سارے عمل کو اگلے رمضان سے ملانے کا عہد کرتے ہوئے اُس کی کوشش کرنی ہے۔ جب یہ سب کچھ ہوگا تو فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ (البقرۃ: 187) کی خوشخبری بھی ہم سننے والے بن سکیں گے۔ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ: 187) کہ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں کو بھی ہم مشاہدہ کر سکیں گے۔ (بدر ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۲ صفحہ ۵)

جیت ان کی ہے جو روزے دار ہوں

جیت ان کی ہے جو روزے دار ہوں — جو سحر خیز اور شب بیدار ہوں
جو صلوٰت و صوم کے پابند ہوں — لغو باتوں سے سدا بیزار ہوں
اہلِ دل ہوں عارفِ اسرار ہوں — والہانِ سید ابرار ہوں
جان و دل سے صدق پر قرباں ہوں — نیکیوں میں رات دن سرشار ہوں

جو حرم کی آبرو کے واسطے
جان دینے کے لئے تیار ہوں

جن کا ہمسایوں سے ہو بہتر سلوک — اہلِ تقویٰ صاحب ایثار ہوں
پاک باطن ، نیک نیت صاف دل — خندہ رُو ہوں اور خوش گفتار ہوں
شمعِ حق پر ہوں فدا پروانہ وار — باوقار و صاحب کردار ہوں
دینِ حق کے حامی و انصار ہوں — پیکر غیرت ہوں اور خوددار ہوں

ظلم کی فوجِ مخالف سے سدا
بادلائل برسرِ پیکار ہوں

جیفہ ٔ دنیا سے دل برداشتہ — صاف گو، ارواحِ پُرانوار ہوں
ہمرکاب مہدی ٔ آخر زماں — عاشقانِ احمد ؐ مختار ہوں
پرمسرت کسقدر ہوگی وہ عید — جس میں راضی وہ بڑی سرکار ہوں
جب پکاریں گے انہیں وہ پیار سے — جو سراپا کشتگانِ پیار ہوں

سیّدِ بطحیٰ کو پہنچادو سلام
میں بھی اِک ادنیٰ سا خدمتگار ہوں

(عبدالرحیم راٹھور۔ربوہ)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ احمدی اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لیے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ۔

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے بنیادی شرط تقویٰ رکھی ہے۔ اس بارہ میں بیشمار آیات قرآن کریم میں ہیں جن میں تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ پر قائم رہو کی تلقین مختلف حوالوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

تقویٰ کی جو تعریف یا مختصر الفاظ میں خلاصہ جو قرآنِ کریم سے ہمیں ملتا ہے، وہ یہ لیا جاسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہوئے، خدا تعالیٰ کو واحد و یگانہ اور سب طاقتوں کا منبع سمجھتے ہوئے اُس کے حقوق ادا کرنا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنا ہے۔

تقویٰ پر چلنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے انعامات کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے۔

جماعت کی ایک اچھی تعداد یقیناً تقویٰ پر چلنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں کی بھی ہے۔ لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر ہم میں سے ہر ایک وہ معیارِ تقویٰ حاصل کرے، خدا تعالیٰ کا وہ قرب ہمیں حاصل ہو جو ایک حقیقی مسلمان کو ہونا چاہئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی تاکیدی نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03 مئی 2013ء بمطابق 03 ہجرت 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 2013 کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃ الحشر 19۔20)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ یہی بدکردار لوگ ہیں، فاسق لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے بنیادی شرط تقویٰ رکھی ہے۔ اس بارے میں قرآنِ کریم میں بیشمار آیات ہیں جن میں تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ پر قائم رہو کی تلقین مختلف حوالوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے، مختلف احکامات دیئے ہیں۔ اور ان احکامات پر عمل کرنے والوں کو تقویٰ پر چلنے والا یا متقی کہا ہے۔ اور عمل نہ کرنے والوں کو اُن کے انجام سے خوف دلایا۔

تقویٰ کیا ہے؟ اس کی جو تعریف یا مختصر الفاظ میں خلاصہ جو قرآنِ کریم سے ہمیں ملتا ہے، وہ یہ لیا جاسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہوئے، خدا تعالیٰ کو واحد و یگانہ اور سب طاقتوں کا منبع سمجھتے ہوئے اُس کے حقوق ادا کرنا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ کی اَمانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں، جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں، ان کو جہاں تک طاقت ہو، ٹھیک ٹھیک محلِّ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبّہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا، یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 210-209)

پس یہ وہ معیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بیان فرمایا اور اس کی ہم سے توقع بھی کی۔ چند جمعے پہلے بھی میں نے امانتوں اور عہدوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ان کی ادائیگی ایمان سے وابستہ ہے اور عہدیداروں کے حوالے سے باتیں ہوئی تھیں۔ آج میں اس کی کچھ مزید بات کرتا ہوں۔

آج کے اس دور میں ایمان لانے والوں میں سے احمدی وہ خوش قسمت ہیں جن کو اس باریکی سے خدا تعالیٰ سے تعلق کی طرف توجہ دلائی گئی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر احسان ہے کہ کھول کھول کر اُن اعلیٰ مدارج کے راستے دکھاتے ہیں جن سے ایک مومن خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔ یقیناً ہر انسان کا معیار، نیکی کا معیار بھی، فراست کا معیار بھی، سمجھ کا معیار بھی، علم کا معیار بھی مختلف ہوتا ہے، ہر ایک کا معیار ایک جیسا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہر ایک کو یہ حکم ہے کہ اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کی انتہا تک اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد اور اُس کی امانتوں کی ادائیگی کو پہنچاؤ۔ اگر کوشش کر کے ہر مومن یہ انتہا حاصل کرنے کی طرف متوجہ رہے گا تو تقویٰ کی راہوں پر چلنے والا شمار ہوگا۔ ہاتھ، پیر، کان، آنکھ کا استعمال ہے تو ان کے صحیح استعمال کا حکم ہے۔ جن باتوں کے کرنے سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، اُن سے رُکنا فرض ہے۔ یہ ظاہری اعضاء صرف مخلوق کے حق کی ادائیگی کے لئے نہیں ہیں کہ ان سے مخلوق کا حق ادا کرو، یا اگر حق ادا نہیں کرتے، عدم ادائیگی ہے تو تم پوچھے جاؤ گے۔ بلکہ بہت سے ایسے کام ہیں جن کا مخلوق سے براہِ راست تعلق نہیں ہوتا اور اُن سے مخلوق کو کوئی نقصان یا فائدہ بھی نہیں پہنچ رہا ہوتا۔ اگر ہم گہری نظر سے دیکھیں تو جو بعض عمل انسان کرتا ہے انسان کی اپنی ذات کو ہی اُس کا فائدہ اور نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جن کے نہ کرنے کا حکم ہے اُن کو کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگ رہا ہوتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو اپنے حق قائم کئے ہیں اُن کو توڑ رہا ہوتا ہے اور پھر جن کے کرنے کا حکم ہے انہیں نہ کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے انسان باہر نکل رہا ہوتا ہے۔

پس انسان کسی بھی کام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کر کے یا نہ کر کے خدا تعالیٰ کی حدوں کو توڑ کر تقویٰ سے دور ہٹتا چلا جاتا ہے اور جوں جوں تقویٰ سے دوری ہوتی ہے انسان شیطان کی جھولی میں گرتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ ایک مومن نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام نہ کرے بلکہ شیطان جو چھپ کر حملہ کرتا رہتا ہے اُن حملوں سے بھی آگاہ رہے۔ ہر وقت اس کی نظر شیطان کے حملوں کی طرف ہو کہ کہیں وہ اُس پر حملہ آور نہ ہو جائے اور پھر اس آگاہی کی وجہ سے شیطان کے پوشیدہ حملوں سے اپنے آپ کو بچائے۔

شیطان کے حملے مختلف طریقوں سے ہوتے ہیں۔ اس زمانے کی ایجادات میں بھی بہت سی ایسی ہیں جو خود انسان کو نقصان پہنچا رہی ہوتی ہیں۔ اُن کے اچھے مقاصد کی بجائے وہ ایسے کاموں کے لئے استعمال ہو رہی ہوتی ہیں جہاں شیطان کے حملے کا خطرہ ہے یا شیطان کا حملہ ہو رہا ہوتا ہے۔ عبادتوں سے دور لے جا رہی ہوتی

ہیں۔ اخلاق پر برا اثر ڈال رہی ہوتی ہیں۔ بظاہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ میرے ذاتی معاملات ہیں اور کسی کو کیا کہ میں جؤا کھیلتا ہوں۔ یا رات گئے تک انٹرنیٹ پر فلمیں دیکھتا ہوں اور ٹی وی دیکھتا ہوں یا اس قسم کے اور کام کرتا ہوں۔ بہت سارے ایسے غلط کام انسان کرتا ہے اور اُس کے خیال میں کسی کو اُن سے غرض نہیں ہونی چاہئے کیونکہ وہ کسی کو براہِ راست نقصان نہیں پہنچا رہے۔ لیکن جو غلط کام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہیں ہے، اُس کی مرضی کے خلاف ہے، وہ اسے پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی دُور لے جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے سے بھی دُور لے جاتا ہے اور بندوں کے حق ادا کرنے سے بھی دُور لے جاتا ہے۔ ان ملکوں میں شرابیں، جؤا، انٹرنیٹ، گندی اور لغو فلمیں ہیں، غلط دوستیاں ہیں۔ یہ جہاں گھروں کو اُجاڑ رہی ہوتی ہیں وہاں نوجوانوں کو غلط راستے پر ڈال کر خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان سے بھی ہٹا کر معاشرے کا ناسور بنا رہی ہوتی ہیں۔ وہ لوگ ایک مستقل بیماری بن رہے ہیں۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے ہر عضو کا اور ہر سوچ کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اور برمحل استعمال تمہیں تقویٰ میں بڑھائے گا اور اس کے خلاف عمل تمہیں شیطان کی گود میں پھینک دے گا اور جو شیطان کی گود میں گرتا ہے وہ یقینا نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوتا ہے۔

ان آیات میں، جن کا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد تقویٰ اختیار کرو۔ اے مومنو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ دنیا اور اس کی رنگینیاں اور آسانیاں اور آسائشیں تمہارا سب کچھ نہ ہوں، بلکہ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تم نے کیا عمل کئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کئے گئے عمل ہی ہیں جو اگلے جہان میں کام آنے ہیں یا اگلے جہان میں کام آتے ہیں۔ دنیا کی تمام رنگینیاں اور مزے اور لذتیں اور آسائشیں اسی دنیا میں رہ جانی ہیں۔

پس اپنے جائزے لیتے رہو۔ کیونکہ گناہوں کی جڑ یہی ہے کہ انسان اپنے عملوں سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ پس اگر اگلے جہان کی دائمی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کا وارث بننا ہے تو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہوئے اُس کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔

یہ پہلی آیت جو میں نے پڑھی تھی، یہ نکاح پر پڑھی جانے والی آیتوں میں سے بھی ایک آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں جہاں انسان کو خود آئندہ زندگی کی فکر کی طرف توجہ دلا رہا ہے، وہاں آئندہ پیدا ہونے والی نسل کی تربیت اور اُن کو دنیا کے بجائے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلانے کا بھی ارشاد فرما رہا ہے۔ خاص طور پر جو آیات نکاح میں پڑھی جانے والی ہیں یہ اُن میں سے ایک آیت ہے۔ کیونکہ نیک اولاد، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی اولاد جہاں اپنی عاقبت سنوارنے والی ہوگی، وہاں نیک اولاد کے عمل اور اُن کی دعائیں جو وہ والدین کے لئے کر رہے ہیں، والدین کے درجات اگلے جہان میں بھی بلند کرنے کا باعث بن رہی ہوں گی۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی شادی کے موقع پر بھی یہ بات یاد رکھو کہ دنیا اور اس کی تمام آسائشیں، آسانیاں، مزے اور لذتیں عارضی چیز ہیں۔ شادی اور دنیاوی ملاپ یہ سب عارضی لذات ہیں۔ اصلی لذت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ہے جو اس دنیا میں بھی ملتی ہے اور اس کے پھل ایک مومن پھر اگلے جہان میں بھی کھاتا ہے۔ پس ایک مومن کو بار بار مختلف رنگ میں اللہ تعالیٰ تنبیہ اور تلقین فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو کبھی نہ بھولو، تقویٰ پر قائم رہو، ایسے اعمال بجالاؤ جو اس جہان کو بھی اور اگلے جہان کو بھی سنوارنے والے ہوں۔ اِس جہان میں بھی تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو اور آئندہ زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل کی خبر رکھنے والا ہے۔ اُس کی نظر سے انسان کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ ہر عمل کا حساب کتاب رکھا جا رہا ہے۔ اس لئے انسان کو بہت پھونک پھونک کے اس دنیا میں اپنے قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ ایمان لانا اور ایمان کا دعویٰ کرنا صرف کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ کی راہوں کی تلاش اور اُن پر عمل ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مجلس میں فرماتے ہیں کہ

’’اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے۔ لیکن جو اُس کو قبول کرتا ہے آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذّتوں کو ہی جنّت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے۔ اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنّت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر ایک وقت آجاتا ہے کہ سب دوست، آشنا، عزیز واقارب جدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت جس قدر ناجائز خوشیوں اور لذّتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ سچّی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے۔‘‘ (یعنی بظاہر بہت مشکل کام ہے) ’’متقی کے لیے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے‘‘۔ (لیکن جب انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے) فرمایا: ’’مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔ (سورۃ الطلاق 3-4) پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے۔

لیکن حصولِ تقویٰ کیلئے نہیں چاہئے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔ تقویٰ اختیار کرو جو چاہو گے وہ دے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 90۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی شرط یہ نہیں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دے تو ہم نیکیاں کریں۔ بلکہ نیکیاں کرو، تقویٰ اختیار کرو، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو، پھر اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو مانگو وہ دیتا بھی ہے۔

پس تقویٰ پر چلنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے انعامات کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے، بن جاتا ہے۔ لیکن ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے تقویٰ پر چلنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے قول وفعل کو ایک کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے۔ اُسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے۔ اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔‘‘ (تقویٰ ایسی چیز نہیں کہ بناوٹ سے حاصل ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا) ’’اس لیے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونو کی تاکید فرمائی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 492۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’کوئی پاک نہیں بن سکتا جب تک خدا تعالیٰ نہ بناوے۔ جب خدا تعالیٰ کے دروازہ پر تذلّل اور عجز سے اس کی روح گرے گی تو خدا تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور وہ متقی بنے گا اور اس وقت وہ اِس قابل ہو سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سمجھ سکے‘‘۔ (عاجزی اور تذلّل اختیار کرو۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہئے۔ فضل ہوگا تو یہ ملے گا۔ اور جب یہ ملے گا تو تقویٰ حاصل ہوگا۔ اور جب تقویٰ حاصل ہوگا تو تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین یا اسلام کی حقیقت کو انسان سمجھ سکے گا)۔ فرمایا: ’’اس کے بغیر جو کچھ وہ دین دین کر کے پکارتا ہے اور عبادت وغیرہ کرتا ہے وہ ایک رسمی بات اور خیالات ہیں کہ آبائی تقلید سے سن سنا کر بجالاتا ہے۔‘‘ (کہ باپ دادا یہ کر رہے ہیں، مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا، مسلمان ہوں۔ احمدی کے گھر میں پیدا ہوا، احمدی مسلمان ہوں۔ تو اُس کی تقلید میں یہ کام کر رہا ہے۔ یہ نہیں، اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ حاصل ہوتی ہے کوشش اور عمل سے، عاجزی اور انکساری اختیار کرنے سے، دعا کرنے سے۔ فرمایا کہ یہ جو آبائی تقلید سے سن سنا کر بجالاتا ہے۔ ’’کوئی حقیقت اور روحانیت اس کے اندر نہیں ہوتی‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 493۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

صرف نری تقلید جو ہے، اُس سے روحانیت پیدا نہیں ہوتی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 572۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے من حیث الجماعت بیشک اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضل ہم جماعت پر دیکھتے ہیں، جماعت کی ترقی بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت کے ساتھ ایک خاص سلوک بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح انتہائی نامساعد حالات میں بھی جماعت کو اللہ تعالیٰ دشمن کے منہ سے نکال لاتا ہے۔ جماعت کی ایک اچھی تعداد یقینا تقویٰ پر چلنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں کی بھی ہے۔ لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر ہم میں سے ہر ایک وہ معیارِ تقویٰ حاصل کرے، وہ خدا تعالیٰ کا قرب ہمیں حاصل ہو جو ایک حقیقی مسلمان کا ہونا چاہئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ اور وہ کیا ہے؟ وہ یہی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ کا تو کچھ حرج نہیں کرو گے۔ اللہ کا تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے، ہاں یہ غفلت خود تمہیں نقصان پہنچانے والی ہوگی۔ خدا تعالیٰ کو بھلانے والے وہ لوگ ہیں جو ایمان میں کمزور ہیں، کامل ایمان نہیں رکھتے، یا بھول جاتے ہیں کہ ہم نے ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور اس وجہ سے پھر ایسے عمل ہونے لگتے ہیں جن سے اُن کی اخلاقی اور روحانی حالت انحطاط پذیر ہو جاتی

نیواشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

ہے، گرنے لگ جاتی ہے، دنیا دین پر مقدم ہو جاتی ہے، نہ یہ کہ دین دنیا پر مقدم ہو۔ ایسے دنیادار اگلے جہان میں خدا تعالیٰ کا کیا سلوک دیکھیں گے وہ تو خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن اس دنیا میں بھی اُن کے دنیا میں پڑنے کی وجہ سے اُن کا ذہنی سکون برباد ہو جاتا ہے۔ کئی لوگ ہم دیکھتے ہیں ذرا سے مالی نقصان پر دنیاوی نقصان پر ایسے روگ لگاتے ہیں کہ پھر کسی قابل نہیں رہتے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ ہے اور تقویٰ پر قدم مارنے کی کوشش نہیں ہے۔ ایمان کے دعوے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں ہے۔ تو یہ بات صاف ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل نہیں ہے۔ جب ایمان میں کمزوری ہے اور اصلاح کی طرف توجہ نہیں ہے تو پھر دنیا میں بے سکونی کی زندگی ہوگی۔ اور یہی نہیں، ایسا شخص پھر فاسقوں میں شمار ہوگا۔ فاسق کے یہاں یہ معنی ہوں گے کہ احکامِ شریعت کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کر کے پھر بعض یا تمام احکام کی خلاف ورزی کرنا۔ پھر قرآنِ کریم میں اَور جگہوں پر اگر ہم دیکھیں، اُن آیتوں کی رُو سے یہ معنی بھی ملتے ہیں کہ نعمتِ الٰہی کی ناشکری کر کے دائرہ اطاعت سے خارج ہونا۔ یا جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرے گا وہ دائرہ اطاعت سے باہر نکلا ہوا سمجھا جائے گا اور یوں فاسقوں یا بدکرداروں میں شمار ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ جو بھی حالات ہوں، کبھی بھی خدا تعالیٰ کے احکامات کو نہیں بھلائیں گے۔ دوسرے ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اُسے اُس نعمت سے حصہ دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے اور اسلام کی تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں بھیجی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے تو سب سے بڑی نعمت نبوت کی نعمت ہے جس کے لئے مسلمانوں میں عجیب دو عملی دیکھتے ہیں کہ دعا بھی مانگتے ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ ہمیں اُس نے اس نعمت کو قبول کرنے کی توفیق دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اور آپ کے طفیل ملنے والی نعمت تھی اور ہم اُن لوگوں میں شمار ہوئے جو اس انعام میں سے حصہ پانے والے ہیں اور حقیقت میں انعام سے حصہ پانے والے اور اس کی شکرگزاری ادا کرنے والے ہم تبھی ہو سکتے ہیں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور توقعات پر پورا اترنے والے ہوں، اس کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کو بھلانے والے اور اپنی غفلتوں میں ڈوب جانے والے ہوں گے اور نتیجۃً خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے ہوں گے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں توحید کے قیام کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے آئے تھے اور حقیقی تقویٰ بھی اُسی وقت قائم ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین ہو اور اُس کی رضا مقصود و مطلوب ہو اور خدا تعالیٰ کی توحید میں انسان کھو یا جائے اور جب یہ ہو جائے تو حقیقی تقویٰ انسان میں پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''توحید صرف اِس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں اور اُن پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بُت ہے''۔ فرمایا: ''یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس، یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو، منزّہ سمجھنا اور اُس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِز اور مُذِل خیال نہ کرنا''۔ یعنی یہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بالا ہے اور دنیا کی کوئی چیز، ہر عزت اور ذلت جو انسان کو ملتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کوئی انسان نہ کسی کو معزز بنا سکتا ہے نہ ذلیل کر سکتا ہے۔ پس یہ ہے توحید کا اصل کہ اللہ تعالیٰ ہی کو عزت دینے والا اور ذلّت دینے والا سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انسان کو عزتوں کا مالک بھی بناتا ہے اور اگر اُس کے غلط کام ہوں تو اُس کو ذلیل و رسوا بھی کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ: ''کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا''۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی مددگار نہ ہو۔ ''اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اُسی سے خاص کرنا''۔ بعض لوگ جو انسانوں کے آگے جھکتے ہیں، فرمایا نہیں، ہر قسم کی عاجزی اور تذلّل صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو۔ ''اپنی امیدیں اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا''۔ فرمایا: ''پس کوئی توحید بغیر اِن تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید۔ یعنی یہ کہ اُس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا''۔ یعنی اُن کی کوئی حقیقت نہیں ہے ''اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا''۔ یعنی ہر چیز اپنی ذات میں فنا ہونے والی ہے اور حقیقت میں کسی چیز کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ''دوم صفات کے لحاظ سے توحید۔'' یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذاتِ باری کے کسی میں قرار نہ دینا''۔ پالنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ ''اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں''۔ جو لوگ بظاہر فائدہ دیتے ہیں، دنیاوی فائدے لوگوں سے پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ذریعہ بنایا ہوا ہے اُن سے فائدے بھی پہنچتے ہیں، وہ پرورش کا ذریعہ بھی بن جاتے ہیں ''یہ اُسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا''۔ اُن کے بارے میں یہ سمجھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو ذریعہ بنایا ہے، نہ کہ وہ خود اُس چیز کو دینے کے مالک ہیں۔ اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے اور یہ لوگ ذریعہ ہیں۔

فرمایا: ''تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید۔ یعنی محبت وغیرہ شعارِ عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانا''۔ یعنی یہ جو توحید اور محبت ہے اس میں عبودیت کے جو شعار ہیں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانا ''اور اسی میں کھوئے جانا''۔ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 350-349)۔ صرف یہی نہیں کہ خدا تعالیٰ کا شریک نہیں بنانا بلکہ اس میں کھوئے جانا، اس میں ڈوب جانا، خدا تعالیٰ کی ذات میں اپنے آپ کو فنا کر لینا۔

پس یہ باتیں اگر ایک مومن میں ہوں تو وہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھنے کا حق ادا کرنے والا کہلا سکتا ہے، تقویٰ پر چلنے والا کہلا سکتا ہے۔ تقویٰ کے کمال کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ انسان کا اپنا وجود ہی نہ رہے۔ پھر فرمایا کہ اصل میں یہی توحید ہے۔ جب انسان اس کمال کو حاصل کر لیتا ہے کہ اپنا وجود نہیں رہتا، اللہ کے وجود میں کھویا جاتا ہے، تو یہ تقویٰ کا کمال ہے اور اصل میں یہی توحید ہے۔ جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ حقیقی توحید کا ماننے والا کہلاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر چیز پر مقدم کر لینا یہی تقویٰ ہے اور یہی توحید پر قائم ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَیں سفر پر بھی جا رہا ہوں، دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

❁❁❁

زکوٰۃ ایک اہم فریضہ

احباب جماعت یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے اہم رکن ہے اور صاحب نصاب مُسلمان مرد و خواتین کیلئے زکوٰۃ کی ادائیگی ایک اہم شرعی فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ کے تعلق سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

''میں سمجھتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کے ہر فرد کو اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ زکوٰۃ کے ایک جگہ جمع ہونے سے بڑے بڑے کام مسلمانوں کے چلتے رہے ہیں اور چل سکتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ کے لئے اُسوہ حسنہ وہی صحابہؓ کا نمونہ ہے جو زکوٰۃ کے مال کو علیحدہ خرچ کرنا جائز نہ سمجھتے تھے بلکہ زکوٰۃ کا کُل روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا تھا اور عظیم الشان مفید کام اس سے نکلتے تھے۔'' (رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ۱۹۱۱۔۱۹۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قرآن کریم میں بارہا توجہ دلائی گئی ہے کہ روپیہ بیشک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو اسلام نے بے شک روپیہ کو بند رکھنا ناجائز قرار دیا ہے مگر روپیہ کمانا منع نہیں کیا۔ پس فرماتا ہے اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی ضروریات کیلئے عارضی طور پر جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گزر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما تا رہا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ حصہ اوّل ۲۲۹)

جماعت احمدیہ بھارت کے جملہ صاحب نصاب مرد و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے گھر زکوٰۃ کی ادائیگی کے تعلق سے جائزہ لے لیں تو ہر گھر سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ ادائیگی زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی جس کے پاس ہو یا اس کے برابر طلائی زیورات ہوں یا اُس کے مساوی رقم بنک میں یا کاروبار میں ہو اس سرمایہ پر ایک سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ تفصیل کیلئے نظارت بیت المال سے رابطہ کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

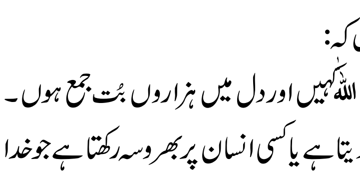
M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

رمضان المبارک کی اہمیت و برکات

(انتخاب از خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا: ’’اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں سے ایک ہے کہ ’’رمض تپش کو کہتے ہیں‘‘۔ یہ آپ کی تحریر ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان یعنی دو گرمیاں۔ رمضان، رمض یعنی گرمی کو کہتے ہیں یہ نام اسی لئے رکھا گیا کہ رمضان گرمی کے مہینے میں شروع ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ غلط بات ہے۔ دو گرمیاں ایک اور مضمون اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس کا گرمی کے مہینے میں شروع ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر جب میں نے تحقیق کی کہ رمضان کب شروع ہوا تھا تو سردیاں بنتی تھیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات مجھے یقین تھا کہ اسی طرح ثابت ہوگی۔ رمضان کا آغاز سردیوں میں ہوا ہے گرمیوں میں ہوا ہی نہیں۔

پس آپ فرماتے ہیں:

’’اس لئے روحانی اور جسمانی تپش مل کر رمضان ہوا‘‘۔ یعنی جسمانی طور پر انسان بھوک پیاس کی شدت برداشت کرتا ہے اور جدوجہد بہت کرتا ہے رمضان میں۔ یہ اس کے لئے ایک حرارت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کی روح میں غیر معمولی طور پر گرمی پائی جاتی ہے اور بڑے جوش کے ساتھ اپنے رب کی طرف لپکتی ہے۔ پس یہ دو گرمیاں ہیں جو مل کر رمضان ہوا۔ ’’اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔ اب ’’اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں‘‘، اس کا مطلب یہ ہے کہ سخت دلوں کو پگھلانے کے لئے رمضان کو ایک خاص مزاج عطا ہوا ہے۔ اور امر واقعہ یہی ہے کہ بہت سے سخت دل جو عام دنوں میں نرم نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو پگھلتا ہوا محسوس نہیں کرتے رمضان میں بعض ایسی راتیں آتی ہیں کہ بے اختیار ان کے دل خدا کے حضور سجدوں میں پگھل کر بہنے لگتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ ’’رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں‘‘ یہ بے تعلق نہیں بلکہ حقیقتاً ہم نے اس کو ایسا ہی دیکھا ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسبتاً لمبے اقتباسات میں سے مَیں کچھ پڑھ کے سناتا ہوں۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 122-123)

’’تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزے کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے‘‘۔

{مَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ فَلیَصُمهُ} یہ مضمون وہی ہے۔ رمضان کو جو دیکھے وہ اس میں روزہ رکھے۔ شَہِدَ کا مطلب ہے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تشریح فرمائی ہے جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ پس تم میں سے وہی ہے جو رمضان کو دیکھتا ہے، جو رمضان کو دیکھتا ان معنوں میں ہے کہ اس میں داخل ہو کر اپنی آنکھوں سے گواہی دے سکے، اپنے دل سے گواہی دے سکے یہ تو میرا ایسا ملک ہے جس میں جا چکا ہوں اور اس کے حالات کو جانتا ہوں۔

روزہ سے تزکیہ نفس ہوتا ہے

’’روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں‘‘۔

پس رمضان کے مہینے میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی اس وقت میں اسلئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فربہی دراصل نفس کی فربہی بھی ہوسکتی ہے۔ اس لئے عام طور پر بھولے پن میں، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’تزکیہ نفس ہوتا ہے‘‘ جو کم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہوں گے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہوگا۔

روزے سے کشفی قوتیں بڑھتی ہیں

’’اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دیکھنے لگتا ہے۔ یہ کشفی قوتوں کا لفظ بہت بامعنی تو ہے ہی مگر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کو ویسے ہی دماغ کی خرابی سے یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ کشف دیکھ رہے ہیں یا نیند کے غلبے کی وجہ سے ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی اور اپنے خیالات کو ہی کشف بنا لیتے ہیں۔ رمضان میں کشوف کا جو کم کھانے سے تعلق ہے یہ بالکل اور چیز ہے۔ اس کا نفسانی خواہشات اور اپنے دل کے خیالات سے کوئی بھی تعلق نہیں اور مضمون بتاتا ہے کہ وہ کشف حقیقی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا یا دل کا وہم تھا۔ دل کے توہمات میں ربط کوئی نہیں ہوتا، دل کے توہمات میں ایسی سچائی اور پاکیزگی نہیں ہوتی جو انسان کو گناہوں سے دور پھینک دے۔ پس کشف کا احساس کافی نہیں، کشف کا مضمون ضروری ہے کہ کشف میں وہ مضمون ہو جو تقویٰ کا مضمون ہے۔ اگر تقویٰ کا مضمون ہے تو انسان کو یہ کہنے کی ضرورت بھی نہیں کہ میں نے کشف دیکھا ہے۔ اگر تقویٰ کا مضمون ہوگا تو کشف دیکھنے والا اپنے کشف کو چھپالے گا اور اس کے تذکرے نہیں کرے گا۔ پس رمضان میں یہ ساری شرطیں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الفاظ کو غلط معنے پہنا کر آپ میں سے کئی گمراہ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال کر کے کہ ہم بڑے صاحب کشف بن گئے رمضان میں، لوگوں سے تذکرے شروع کر دیں کہ یوں مجھے ہلکا سا جھونکا آیا میں نے کشف میں یہ دیکھ لیا۔ یہ ساری باتیں بتانے کا جتنا شوق ہوگا اتنا ہی آپ کا کشف جھوٹا ہوگا۔ لیکن سچے کشوف میں بعض دفعہ دوستوں اور عزیزوں کے متعلق خبر دی جاتی ہے اور وہ خبریں ایسی ہوتی ہیں جو سچی نکلتی ہیں۔ پس ان خبروں کا تذکرہ کرنا تقویٰ کے خلاف نہیں اور ان کشوف کو جھوٹا قرار نہیں دیتا۔

’’پس خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزے دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تَبَتُّل اور اِنقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے‘‘۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳۔ مطبوعہ لندن)

روزے اور نماز کی عبادت میں فرق

پھر روزے اور نماز کی عبادتوں میں ایک فرق بیان فرمایا ہے۔

’’روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں پیدا ہوسکتی ہے‘‘۔

یہ وہی بات ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کشوف تو ہوتے ہیں مگر کشوف میں ایک نفس کا دھوکہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ جوگی بھی جو ریاضتیں کرتے ہیں وہ کشوف دیکھتے ہیں لیکن ان کشوف کا بنی نوع انسان کی بھلائی اور نیکی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ عجیب و غریب کشوف ہیں جن کے تفصیلی تذکرے کی یہاں ضرورت نہیں مگر جوگیوں نے کبھی دنیا میں پاکیزگی نہیں پھیلائی۔ کبھی دنیا میں کسی مذہب کے جوگیوں نے بنی نوع انسان کی روحانی حالت تبدیل نہیں کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام متوجہ فرما رہے ہیں کہ روزے کے کشوف میں بعض دفعہ جوگیوں والی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں شامل نہیں۔

دین اسلام کے پانچ مجاھدات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ملفوظات جلد دوم صفحہ 433 پر فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقات، حج اور اسلامی دشمن کا ردّ اور دفع خواہ وہ سیفی ہو خواہ قلمی ہو‘‘۔

یہ پانچ مجاہدات ہیں جو مسلمان پر فرض ہیں۔ پہلی نماز پھر روزہ پھر زکوٰۃ، صدقات اس کے ذیل میں آتے ہیں۔ چوتھا حج اور پانچواں جہاد خواہ وہ سیفی ہو خواہ وہ قلمی ہو۔

فرمایا: ’’یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔ یعنی ایسا نہیں چاہئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ نفلی روزے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے‘‘۔

اب رمضان کے آنے پر کتنے دل خوش ہوتے ہیں اور کتنے دل غمگین ہوتے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ہر انسان جو اپنا جائزہ لے گا اس کو محسوس ہوگا کہ رمضان کے آنے پر ویسی خوشی نہیں ہوتی شروع میں جیسی کہ رمضان کے آنے کا حق ہے بلکہ لوگ گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ پس اس عبارت کو سننے کے بعد یہ خیال نہ کریں کہ وہ منافقین ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بوجھ اٹھانے سے پہلے دل میں خوف ضرور پیدا ہوتا ہے اور انسان رمضان میں داخل ہونے سے پہلے ڈرتا ہے کہ میں اس کے تقاضے پورے کر سکوں گا یا نہیں کر سکوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے تقاضے آسان فرما دیتا ہے۔ اس لئے جب میں یہ عبارت پڑھوں گا تو بعض لوگ ڈر کے یہ نہ سمجھیں کہ ان کی حالت منافقانہ ہے **نعوذباللہ من ذٰلك**۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ ہمیشہ رمضان کی ذمہ داریوں کا خوف، رمضان کی آمد کے وقت شروع ہو جاتا ہے اور انسان شروع میں کچھ گھبراتا ہے کہ دیکھوں مجھ پر کیا گزرے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ سچے بندوں کے لئے رمضان کو آسان فرما دیتا ہے اور پھر بشاشت کے ساتھ انسان رمضان میں سے گزر جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جنوری 1998)

حصول رضائے الٰہی کا ذریعہ ’’تقویٰ‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

نصیر احمد عارف قادیان

(الحمد للہ یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھ میں ہوگا ہم رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں داخل ہو چکے ہوں گے یا عنقریب داخل ہونے والے ہوں گے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے روزوں کا بنیادی اور اولین مقصد حصول تقویٰ ہے۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ روزوں کی غرض اور مطمح نظر تقویٰ ہے اس مناسبت سے مندرجہ بالا مضمون قارئین کیلئے پیش ہے۔(مدیر)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارہا مختلف جگہوں پر تقویٰ پر قائم رہنے پر زور دیا ہے۔تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں یعنی گناہوں سے بچنا، کیونکہ یہ نیکی کی جڑ ہے۔ انسان خدا تعالیٰ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا، جب تک وہ تقویٰ کی باریک راہوں پر نہیں چلتا۔ ہمارے پیارے آقا سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی اُمت کو تقویٰ پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں عزت والا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا لوگوں میں جو زیادہ متقی ہے۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیز گار ہو۔

(مسلم کتاب الزھد والرقاق)

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کیلئے تقویٰ بہت ضروری ہے۔

قرآن مجید میں تقویٰ کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کے بارہ میں حضرت ابوہریرہ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ کانٹوں والی جگہ سے گزرو تو کیا کرتے ہیں۔ اس نے کہا یا اس سے پہلو بچا کر چلا جاتا ہوں یا اس سے پیچھے رہ جاتا ہوں یا آگے نکل جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا بس اس کا نام تقویٰ ہے۔ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مقام پر کھڑا نہ ہو اور ہر طرح اس جگہ سے بچنے کی کوشش کرے۔ ایک شاعر نے ان معنوں کو لطیف اشعار میں نظم کر دیا ہے۔

ترجمہ: (ابن کثیر) یعنی گناہوں کو چھوڑ دے خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے یہ تقویٰ ہے اور اس طریق کو اختیار کرو جو کانٹوں والی زمین پر چلنے والا اختیار کرتا ہے۔ یعنی وہ کانٹوں سے خوب بچتا ہے اور تو چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ سمجھ کیونکہ پہاڑ کنکروں سے ہی بنے ہوئے ہیں۔(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صفحہ ۷۳)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی مختلف آیات کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اور اس میں تقویٰ کے متعلق جو وضاحت دی ہے آپؑ کے الفاظ میں پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تقویٰ کی باریک راہوں پر چلائے اور تمام چھوٹے سے چھوٹے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا کرے۔ تاکہ ہم خدا تعالیٰ کا پیار اور محبت حاصل کرنے والے بن جائیں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت سے چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لباس التقویٰ قرآن شریف کا لفظ ہے یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتیٰ الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے رقیق در رقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۲)

۲۔ ’’تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہوسکتا ہے ..... ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تاکہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے۔ اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ صفحہ ۱۳۳)

۳۔ اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچا لیے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔‘‘

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۰)

(۴) ’’یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو اور تقویٰ اختیار کرو تقویٰ کی دو قسم ہے ایک علم کے متعلق دوسرا عمل کے متعلق۔ علم کے متعلق میں نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز، روزہ اور دوسری عبادات اسی وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۰)

(۵) تقویٰ ایک تریاق ہے جو اسے استعمال کرتا ہے تمام زہروں سے نجات پاتا ہے مگر تقویٰ کامل ہونا چاہیئے۔ تقویٰ کی کسی شاخ پر عمل پیرا ہونا ایسا ہے جیسے کسی کو بھوک لگی ہو اور وہ دانہ کھائے۔ ظاہر ہے اس کا کھانا اور نہ کھانا برابر ہے۔‘‘

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۷ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۸)

(۶) ’’اللہ تعالیٰ متقیوں کی دُعائیں قبول کرتا ہے جو لوگ متقی نہیں ہیں ان کی دعائیں قبولیت کے لباس سے ننگی ہیں۔‘‘

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

(۷) ’’اللہ تعالیٰ کی اجابت بھی متقین کیلئے ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **انما یتقبل اللہ من المتقین** (ال عمران :۱۰) درحقیقت جب تک انسان تقویٰ اختیار نہ کرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی طرف رجوع نہیں کرتا۔‘‘

(البدر جلد ۳ صفحہ ۲۵ سن ۱۹۰۴ صفحہ ۵)

(۸) ’’متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریا، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رزیلہ سے پرہیز کر کے ان کے مقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔ وہی اصل متقی ہوتے ہیں (یعنی اگر ایک ایک) خلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے۔ جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں اور ایسے ہی شخصوں کیلئے **لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** ہے۔‘‘

(البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۲۶ تا ۲۹ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۰۳)

(۹) ’’اور انجام کار متقی کیلئے ہی ہے جیسے فرمایا **والعاقبۃ للمتقین**۔ (البقرہ آیت ۲۰۸)

ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ا ن کی ترقیوں کا باعث بنتی ہیں تاکہ ان کو تجربہ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ پھر ان کے دن پھیر دیتا ہے۔‘‘

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ صفحہ ۲)

(۱۰) ’’ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والعاقبۃ للمتقین** اسی لیے متقی بننے کی فکر کرو۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۲ صفحہ ۵)

(۱۱) ’’خدا تعالیٰ متقی اور مومن کی زندگی کا ذمہ دار ہے۔ **وھو یتولی الصالحین** اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور اور چوپاؤں کے مشابہ ہیں۔ ان کی زندگی کا کفیل بنیں۔

(الحکم جلد ۴ نمبر ۳۶ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۰۰ صفحہ ۳)

(۱۲) ’’تقویٰ سے زینت اعمال پیدا ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے۔ (**ان اولیاوہ الا المتقون**) (الانفال آیت ۳۵) کامل طور پر جب تقویٰ کا کوئی مرحلہ باقی نہ رہے۔ تو پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے۔‘‘

(الحکم جلد ۸ نمبر ۸، ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۷)

(۱۳) ’’**ان اولیاءہٗ الا المتقون** اللہ کے ولی وہ ہیں جو متقی ہیں یعنی اللہ کے دوست۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳۵)

(۱۴) ولایت کا حصہ تقویٰ ہی ہے۔ خدا تعالیٰ سے ترساں ولرزاں ہو کر اگر اسے حاصل کرو گے تو کمال تک پہنچ جاؤ گے۔‘‘

(البدر جلد ۳ نمبر ۹ مورخہ یکم مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

(۱۵) ’’متقی کے ساتھ چونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت ہوتی ہے اس لیے دشمن پر بھی متقی کا رعب ہوتا ہے مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سچا تقویٰ کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ جب تک انسان صادقوں اور مردان خدا کی صحبت اختیار نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی اطاعت میں ایک فنا اپنے اُوپر طاری نہیں کر لیتا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین**۔ ایمان والا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ رہو۔ ان کی معیت سے قوت پکڑو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی پوری حقیقت متقی ہونے کے بعد کھلتی ہے اور تقویٰ اللہ کی حقیقت اسی وقت تک متحقق نہیں ہوسکتی۔ جب تک ایک فانی مرد کی پاک صحبت میں رہ کر فائدہ نہ اٹھایا جائے۔‘‘

(الحکم جلد ۵ نمبر ۵، ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

(۱۶) ’’جو متقی ہوتے ہیں ان کو اس دنیا میں بشارتیں سچے خوابوں کے ذریعہ ملتی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ صاحب مکاشفات والہامات ہو جاتے ہیں۔ مکالمۃ اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں و بشریت کے لباس میں ہی ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ صفحہ ۳۶ طبع اوّل)

(۱۷) ’’نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں .... خوانخواہ کے ظن کرنا اور بات کو انتہا تک پہنچانا بالکل بیہودہ بات ہے۔ ضروری بات یہ ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں نماز پڑھیں۔ زکوٰۃ دیں، اتلاف حقوق اور بدکاریوں سے باز

آئیں۔‘‘(الانذار صفحہ ۷۰)

خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرنے والے ہیں۔‘‘(تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات جلد ۸ صفحہ ۱۰۳)

(۱۹) تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں، عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ صفحہ ۸۳)

(۲۰) اللہ تعالیٰ لاف وگزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند کرتا ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ صفحہ ۶۹ طبع اوّل)

(۲۱) متقی کے معنی ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضۂ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے..... متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

(۲۲) ان اللہ مع الذین اتقوا۔

(النحل آیت ۱۲۹)

’’خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تقویٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے۔ یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اس کو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے۔ میرا ایمان یہی ہے کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہتا ہے تو اس کیلئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے۔ پھر اس کو کسی چیز کی کمی نہیں۔‘‘

(الحکم جلد نمبر ۵۔ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

(۲۳) یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کیلئے ضرورت ہے تقویٰ کی اس لیے تقویٰ اختیار کرو۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۱ صفحہ ۲)

(۲۴) ’’خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔‘‘

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ صفحہ ۳)

(۲۵) ’’تقویٰ کے معنے ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لیے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا۔ نقب زنی نہیں کی۔ چوری نہیں کرتا۔ بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔۔۔ بلکہ اصل اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے۔‘‘

(الحکم جلد ۸ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۴ صفحہ ۳)

(۲۶) ’’اللہ تعالیٰ ان کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو.......... اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچی تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔‘‘ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۲ جون ۱۹۰۶)

(۲۷) ’’تقویٰ طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والے خدا کی حمایت میں ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت نافرمانی کرنے سے ترساں ولرزاں رہتے ہیں۔‘‘

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۸ صفحہ ۲)

(۲۸) ’’میں پھر جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ تم لوگ ان کی مخالفتوں سے غرض نہ رکھو۔ تقویٰ طہارت میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوگا۔‘‘ (البدر جلد نمبر ۳ نمبر ۳۵۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴)

(۲۹) ’’تقویٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین (المائدہ آیت ۲۸) یعنی بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادت کو قبول فرماتا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے..... پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کیلئے جو مومن بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ برے کاموں سے پرہیز کرے۔ اس کا نام تقویٰ ہے۔‘‘

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۴)

(۳۰) ’’طریق تقویٰ یہ ہے کہ جب تک فراست کاملہ اور بصیرت صحیحہ حاصل نہ ہو تب تک کسی چیز کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت حکم نافذ نہ کیا جاوے۔‘‘ (الحق لدھیانہ صفحہ ۱۷)

(۳۱) ۔۔۔ انسان کو ہر حال میں رضائے الٰہی پر چلنا چاہیئے اور کارخانۂ الٰہی میں دخل در معقولات نہیں دینا چاہیئے۔ تقویٰ اور طہارت اطاعت و وفا میں ترقی کرنی چاہیئے۔ اور یہ سب باتیں تب ممکن ہیں جب انسان کامل ایمان اور یقین سے ثابت قدم رہے اور صدق و اخلاص اپنے مولیٰ کریم سے دکھلائے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲۰ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۳)

(۳۲) ’’دعا کے قبول ہونے کیلئے تین شرطیں ہیں۔ اوّل: دُعا کرنے والا کامل درجہ پر متقی ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کا مقبول وہی بندہ ہوتا ہے جس کا شعار تقویٰ ہو اور جس نے تقویٰ کی باریک راہوں کو مضبوط پکڑا ہو اور جو امین اور متقی اور صادق العہد ہونے کی وجہ سے منظور نظر ہی ہو اور محبت ذاتیہ الٰہیہ سے معمور اور پر ہو۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۰)

(۳۳) اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ متقی کو ایسی مشکلات میں نہیں ڈالتا۔

اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَالۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ

(النور آیت ۲۷) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ متقیوں کو اللہ تعالیٰ خود پاک چیزیں بہم پہنچاتا ہے اور خبیث چیزیں خبیث لوگوں کیلئے ہیں۔ اگر انسان تقویٰ اختیار کرے اور باطنی طہارت اور پاکیزگی حاصل کرے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پاکیزگی ہے تو وہ ایسے ابتلاؤں سے بچا لیا جاوے گا۔

(الحکم جلد ۷۔ ۱۹۰۳)

(۳۴) پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اسکے دین کی خادم بنے۔۔۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعوی میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اسکی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی۔

(الحکم جلد ۵ ستمبر ۱۹۰۱)

(۱) یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اوّل حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور ببرکت توجہ صادقین وجذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جائے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۸۴۵ حاشیہ)

(۲) قرآن شریف نے تو اپنے نزول کی علت غائی ہی یہ قرار دی ہے کہ تقویٰ کی راہوں کو سکھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين یعنی یہ کتاب اس غرض سے اُتری ہے کہ تا جو لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں ان کو باریک گناہوں پر بھی اطلاع دی جائے تا وہ ان بُرے کاموں سے بھی پرہیز کریں جو ہر ایک آنکھ کو نظر نہیں آتے۔ (نور الفرقان نمبر ۲ صفحہ ۲۵۔۲۶)

(۳) یہ کتاب جو شکوک و شبہات سے پاک ہے متقیوں کیلئے ہدایت نامہ ہے متقی وہ لوگ ہیں جو خدا پر (جس کی ذات مخفی در مخفی ہے) ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔‘‘

(۴) ’’پس یاد رکھو کہ متقی کی صفات میں سے پہلی صفت یہ بیان کی یومنون بالغیب یعنی غیب پر ایمان لاتے ہیں .... غیب اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اسی غیب میں بہشت دوزخ حشر اجساد اور وہ تمام امور جو ابھی تک پردہ غیب میں ہیں شامل ہیں۔ متقی کی دوسری صفت یہ ہے یقیمون الصلوٰۃ یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں۔ متقی سے جیسے ہوسکتا ہے نماز کھڑی کرتا ہے ...... یعنی متقی خدا سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز قائم کرتا ہے۔

(۵)..... پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری ہے .... بلکہ دین کے لطائف اور نکات کے لیے متقی ہونا شرط ہے...... یہ کتاب انہیں کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جن میں تقویٰ نہیں وہ تو اندھے ہیں۔‘‘

(الحکم جلد نمبر ۱۲ نمبر ۳۔ ۱۹۰۸)

...... ’’قرآنی علوم کے انکشاف کے لیے تقویٰ شرط ہے...... دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے...... وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت ﷺ علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔‘‘

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۱)

(۶) ’’اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی ابتداء میں اس نے فرمایا ھدیً للمتقین یعنی قرآن شریف ان لوگوں کیلئے ہدایت ہے جو متقی ہیں یعنی وہ لوگ جو تکبر نہیں کرتے اور خشوع اور انکسار سے خدا تعالیٰ کی کلام میں غور کرتے ہیں وہی ہیں جو آخر کو ہدایت پاتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷۰)

(۷) ’’اصول تقویٰ کا یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا مل جاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شے حائل نہ رہے ...... تقویٰ کے مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے۔ اس میں ایک مصرع الہامی درج ہوا وہ شعر یہ ہے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس میں دوسرا مصرعہ الہامی ہے جہاں تقویٰ نہیں وہاں حسنہ حسنہ نہیں اور کوئی نیکی نیکی نہیں ...... قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو (نہ) دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقویٰ ساتھ لیکر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں۔‘‘ (الحکم جلد ۵ اگست ۱۹۰۱)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

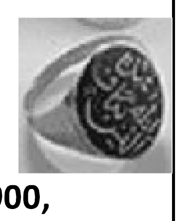
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman
ALLADIN BUILDERS
Please contact for quality construction works in Qadian
Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 7837211800, +91 8712890678
Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com
وسّع مکانک
الہام حضرت مسیح موعودؑ

(۸)’’قرآن شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہوسکتی ہیں۔‘‘

(الحکم جلد۷ نمبر ۱۴،مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۳)

(۹) ساری جڑ تقویٰ اور طہارت ہے اس سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اس سے اس کی آبپاشی ہوتی ہے اور نفسانی جذبات دبتے ہیں۔

(البدر جلد نمبر ۱،۱۹۰۲)

’’جہاں قرآن شریف میں تقویٰ کا ذکر ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے اخروی مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ یہی تقویٰ ہے متقی کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوتا ہے......

پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔‘‘

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳،۱۹۰۷)

(۱۱) تقویٰ اختیار کرو۔تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک آگ گاہ سے بچنا۔تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔

(الحکم جلد ۵ اگست ۱۹۰۱)

(۱۲)’’یاد رکھو یہ تقویٰ بڑی چیز ہے خوارق کا صدور بھی تقویٰ ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے عظمت ملتی ہے تقویٰ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہوکر نقش وجود مٹا سکتا ہے کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود ہی نہ رہے۔‘‘

(۱۳) حقیقت میں تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے انسان کا اکرام ہوتا ہے۔

(الحکم جلد ۶ ستمبر ۱۹۰۲)

(۱۴)’’اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس کو راضی کرنے کیلئے جو شخص ہر ایک بدی سے بچتا ہے اس کو متقی کہتے ہیں......اللہ تعالیٰ تو متقی کے لیے وعدہ کرتا ہے کہ **من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً** (الطلاق) یعنی جو اللہ تعالیٰ کیلئے تقویٰ اختیار کرتا ہے تو ہر مشکل سے اللہ تعالیٰ اس کو رہائی دے دیتا ہے لوگوں نے تقویٰ کے چھوڑنے کیلئے طرح طرح کے بہانے بنا رکھے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر ہمارے کاروبار نہیں چل سکتے اور دوسرے لوگوں پر الزام لگاتے ہیں کہ اگر سچ کہا جائے تو وہ لوگ ہم پر اعتبار نہیں کرتے پھر بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ سود لینے کے بغیر ہمارا گذارہ نہیں ہوسکتا۔ایسے لوگ کیونکر متقی کہلا سکتے ہیں۔‘‘(البدر جلد ۳۔جولائی ۱۹۰۴)

’’متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا **واولئك هم المفلحون** یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں خدا کے دیئے سے دیتے ہیں باوجود خطرات نفس بلا سوچے گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۴۹)

(۱۶)’’جوں جوں متقی خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے ایک نور ہدایت اسے ملتا ہے جو اس کی معلومات اور عقل میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا کرتا ہے اور جوں جوں دور ہوتا جاتا ہے ایک تباہ کرنے والی تاریکی اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے یہاں تک کہ وہ **صم بکم عمی فهم لا يرجعون** کا مصداق ہوکر ذلت اور تباہی کا مورد بن جاتا ہے۔مگر اس کے بالمقابل نور اور روشنی سے بہرہ ور انسان اعلیٰ درجہ کی راحت پاتا ہے۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷۔صفحہ ۱۳۴)

(۱۷)......’’ان آنکھوں سے انسان خدا کو نہیں دیکھ سکتا۔لیکن تقویٰ کی آنکھ سے انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے اگر وہ تقویٰ اختیار کرے گا تو وہ محسوس کرے گا کہ خد مجھے نظر آرہا ہے۔‘‘

(البدر جلد ۲ نومبر ۱۹۰۳)

(۱۸) بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ سود لینے کے بغیر ہمارا گذارا نہیں ہوسکتا۔ ایسے لوگ کیونکر متقی کہلا سکتے ہیں خدا تعالیٰ تو وعدہ کرتا ہے کہ میں متقی کو ہر ایک مشکل سے نکالوں گا اور ایسے طور سے رزق دوں گا جو گمان اور وہم میں بھی نہ آسکے۔

(البدر جلد ۳ صفحہ ۲۵،سن ۱۹۰۴)

(۱۹) ...... پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔

(تفسیر القرآن حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۳۱)

(۲۰) ...... ضروری ہے کہ انسان تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دے اور تقویٰ کی راہوں پر مضبوط قدم مارے کیونکہ متقی کا اثر ضرور پڑتا ہے اور اس کا رعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہوجاتا ہے۔

(تفسیر القرآن حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۲۰۱)

❁❁❁❁

’’اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان‘‘

(طاہر عدیم۔جرمنی)

پھر سے کِیا اُس نے احسان   اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان
تیرے چاند کی دِید ہوئی   ہر اک آن سعید ہوئی
شاد حیات مزید ہوئی   یعنی اپنی عید ہوئی
درد بنے پھر خود درمان
اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان

اُس کے ذکر میں ، ہستی میں   ہر کوئی مست ہے مستی میں
اِک باران برستی میں   جیسے اُترا خود رحمان
اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان

ڈھل گئے سوچ کے سب منظر   کون یہ اُترا ہے گھر گھر
نام سے تیرے اے دِلبر   گونج اُٹھے دیوار و در
بھر گئے رحمت سے دالان
اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان

اک پُر کیف حلاوت میں   ہر احساس طراوت میں
وہ مصروف سخاوت میں   پھر سے ہوا تازہ ایمان
اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان

جو رحمان ہے باری ہے   فیض اُسی کا جاری ہے
فتنہ ، فسق ، فراری ہے   حبس ماحول پہ طاری ہے
تھم گئے شر کے سب طوفان
اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان

پھر سے زیست ہوئی آسان   نیکی کے ہو گئے سامان
جان میں آ گئی سب کی جان   اور آزاد ہوئے انسان
قید ہوئے ہیں سب شیطان
اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان

توڑ کے سب باطل کے جال   سچی بات دلوں میں ڈال
فاقہ مست ہو یا خوش حال   پھیر دے سب کے دل امسال
کروا دے ربّ سے پہچان
اَھْلًا اَھْلًا یا رَمَضَان

(الفضل انٹرنیشنل ۱۴ اگست ۲۰۰۹ء)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نسخہ سرمہ نورو کاجل اور حبّ اٹھرہ وزد جام عشق کیلئے رابطہ کریں

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
عبدالقدوس نیاز (موبائل) 098154-09445

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Prop. Md. Mustafa   Late Abdul Qadeer Laadji
Ph.: 08479-240269, 09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES & AUTO ELECTRICALS
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Battery Re-build & all Vehicles Automobiles, Electrical Job work undertaken
Opp. S.B.H., B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Dt. Yadgir, Karnataka

رمضان المبارک کے فضائل

سہیل احمد ظفر۔ مبلغ سلسلہ تیماپور

ماہ رمضان قمری مہینوں میں نواں مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ مہینہ خدا تعالیٰ کی خاص رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کے نزول کا مہینہ ہے۔ ایک طرف تو یہ انسان کے دل میں محبت الٰہی پیدا کرتا ہے اور دوسری طرف مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور اُس سے حُسن سلوک سکھاتا ہے۔

رمضان کا لفظ ''رمض'' سے بنا ہے جس کے معنے گرمی کی شدت کے ہیں۔ اس لفظ میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ رمضان کے روزوں سے روحانی گرمی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:

'' روحانی رمضان سے مُراد ذوق وشوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔'' (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

رمضان کی قدر وقیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے فضائل خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ سرورِ کائنات سردارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس مبارک مہینہ کی بے نظیر برکات اور فیوض کا تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء نے اس کے فضائل کے متعلق خطبات کے علاوہ مضامین میں بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ علماء اور صلحاء اُمت نے بھی اس مبارک مہینہ کی برکات وفضائل بیان کئے ہیں۔

روزہ خود بہت بڑی برکت ہے کیونکہ روزے نفس کو پاک کرنے، مشقت کا عادی بنانے، غریبوں کی غربت کا احساس پیدا کرنے مومنوں میں قربانی کی روح پیدا کرنے، نفس انسانی کو گناہوں اور برائیوں سے بچانے کے علاوہ رؤیا وکشوف کا دروازہ بھی کھولنے کا ذریعہ ہیں۔ تزکیہ نفس اور تطہیر قلب کیلئے روزے کی حیثیت ایک زینے کی طرح ہے کہ جس سے انسان خدائی انوار کو جذب کرکے آسمانی بادشاہت میں داخل ہوکر اللہ تعالیٰ کی لازوال رحمتوں اور برکتوں سے مالامال ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔'' شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔
(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

اسی طرح فرمایا:

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر۔ جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔

انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اس قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔
(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۲۳)

الغرض روزہ ایک روحانی عبادت ہے جس سے روح میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کے اخلاق میں بہتری، اس کے خیالات میں جلا اور اس کی قلبی کیفیات میں نور پیدا ہوتا ہے۔ ایسا انسان نیکی سے رغبت اور بدی سے پرہیز کرتا ہے اور بالآخر جب قیامت کے دن اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا تو وہ نجات پاجائے گا اور اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''من صام رمضان إیمانًا واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہٖ۔''

(ترمذی جلد اوّل)

یعنی جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور رات کو اُٹھ کر عبادت کرتا ہے اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

تقویٰ کا حصول

قرآن مجید میں جہاں روزے رکھنے کا ارشاد ہے وہاں ان کی یہ حکمت اور فلاسفی بھی بیان کی گئی ہے کہ ان کے ذریعہ انسان تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتا ہے۔ فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۴)

یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

تقویٰ سے مراد دل کا وہ مستقل جذبہ ہے جس کے ماتحت انسان ہر قدم اٹھاتا ہوا خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے کہ میں کوئی بات اس کی رضا کے خلاف تو نہیں کررہا۔ متقی انسان ہر وقت رضائے الٰہی کی جستجو میں رہتا ہے۔ اس کے اقوال اور افعال منشائے الٰہی کے مطابق ہوتے ہیں اور وہ کوئی ایسی راہ اختیار نہیں کرتا جس سے اس کا آقا ناراض ہو۔ دراصل تقویٰ دل کے اس جذبہ کا نام ہے جو اعمال کے مقابل میں رُوح کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' دراصل تقویٰ وہ جڑ ہے جس سے عمل صالح کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک یہ جڑ قائم ہے۔ انسان کیلئے خدا کے فضل سے کوئی خطرہ نہیں۔

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول صفحہ ۲۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اسی طرح فرمایا قرآن مجید میں تمام احکام کی نسبت تقوی اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے سلامتی کا تعویز ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کا حصن ہے۔''

(ایام الصلح صفحہ ۱۰۵)

دُعاؤں کی خصوصی قبولیت

ماہ رمضان کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس مہینے میں خاص طور پر دُعاؤں کی قبولیت کے آسمانی دروازے کھلتے ہیں۔ کشوف و الہام اور رؤیائے صادقہ کا سلسلہ قائم ہوجاتا ہے اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد فرمایا:۔'' وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○۔ (البقرۃ آیت ۱۸۷)

یعنی اے رسولؐ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تو جواب دے کہ میں ان کے پاس ہوں۔ جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ یعنی دُعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے کہ انسان جب روزوں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے بہت قریب ہوجاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی دُعاؤں کو بھی شرف قبولیت بخشتا ہے۔ دُعا کی ضرورت اور اہمیت اور اثر سے کوئی شخص ناواقف نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''غرض دُعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دُعا ہی کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارا ہتھیار دُعا ہی ہے۔ اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۸۔۲۷)

پس رمضان المبارک جسے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُعا کا مہینہ کہا۔ اس میں خدا تعالیٰ انسان کے بہت ہی قریب ہوجاتا ہے۔ اور اس کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

قرآن مجید کا نزول

رمضان المبارک وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۴؍رمضان المبارک کو آنحضرت ﷺ پر غارِ حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی۔ صرف یہی نہیں کہ رمضان میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا بلکہ ہر رمضان میں جبرائیل علیہ السلام جتنا قرآن نازل ہوچکا ہوتا اُسے دُہراتے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے آخری سال دومرتبہ قرآن مجید کا آپؐ سے دور کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

'' ان جبریل کان یعارضنی القرآن فی کل سنۃٍ مرۃ وانہ عارضنی الان مرتین۔''
(زرکانی شرح مواہب الدنیہ جلد ۸ صفحہ ۲۵۰)

یعنی جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں تمام قرآن مجید کا میرے ساتھ ایک دفعہ دور کیا کرتے تھے مگر اس سال (یعنی وفات کے سال) انہوں نے دو دفعہ دور کیا ہے۔

قرآن مجید کے اس ماہ میں نزول کے بارہ میں بنیادی آیت قرآن مجید میں مذکور ہے۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدیً للناس وبینت من الھدی والفرقان۔'' یعنی رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ وہ قرآن مجید جو تمام انسانوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو کھلے کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی قرآن مجید میں الٰہی نشان بھی موجود ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ہی قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ وہ قرآن جو اپنی روحانی خاصیت، ذاتی روشنی، اعلیٰ تعلیم، تاثیر اور قوت وتقویت اصلاح سے اپنے سچے پیرو کو ہر ایک گناہ اور گندی زندگی سے چھڑا کر ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے۔ اس کے قلب ونظر کو منور کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ محبت اور سوز والا دل عطا کرتا ہے۔ یقین اور معرفت والی آنکھ بخشتا ہے۔ الغرض یہ مقدس کتاب جو کہ جامع جمیع صفات حسنہ ہے۔ اس کا نزول رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوا ہے۔

شیطانی طاقتوں کا کمزور ہونا

رمضان المبارک کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں شیطان کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے اور یہ بات کوئی وضاحت طلب نہیں کہ تمام بدیوں اور گناہوں کا محرک شیطان ہی ہے۔ اگر اس کے شر سے انسان بچ جائے تو وہ خدا تعالیٰ کا نیک اور پاک بندہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ میں انسان کو اپنا مقصد حاصل کرنے کا بہترین موقع میسر آتا ہے۔ کیونکہ ان دنوں میں شیطان جکڑ لیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس وقت ماہ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے۔ شیطان اور سرکش جن جکڑ دیے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔ اور اس کا کوئی دروازہ بھی کھولا نہیں جاتا۔ جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔

❋❋❋

سحری کی اہمیت

محمد زکریا مبلغ سلسلہ۔ انڈیمان

رمضان المبارک روحانیت کا موسم بہار اور برکتوں اور سعادتوں کے حصول کا مہینہ ہے۔ ہر مومن اس ماہ مبارک میں ہر ممکن نیکی اور عبادۃ کو بحسن وخوبی ادا کر کے عنداللہ ماجور ہونے کی سعی کرتا ہے اور مغفرت اور رحمت کا طلبگار رہتا ہے۔ انہیں نیکیوں اور عبادات میں ایک اہم امر سحری بھی ہے۔ جیسا کہ ہمیں علم ہے کہ ماہ رمضان میں روزہ کی نیت سے نماز فجر سے قبل کھانا سحری کہلاتا ہے اور عالم اسلام میں ماہ رمضان المبارک میں سحری اور اس سے منسلک امور کی سرگرمی کا دور دورہ رہتا ہے۔ ہر مسلمان اپنی استعداد کے مطابق ان امور کی پابندی کر کے عنداللہ ماجور ہونے کی سعی کرتا ہے۔

سحری کا وقت

قرآن کریم میں سحری کے وقت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (بقرہ۱۸۸)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔

یعنی طلوع فجر سے پہلے انسان کچھ کھاپی لے۔ اور موجودہ زمانے میں طلوع فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کرلیا جائے اور اس سے قریباً ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھالی جائے۔

اس کا ثبوت ہمیں احادیث مبارکہ سے ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ تَسَحَّرْنَا ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ۔ (ترمذی کتاب الصوم) یعنی سحری کھانے کے بعد ہم نماز کیلئے کھڑے ہوجاتے نیز یہ حدیث بھی ہے کہ سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریباً پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔ اور آپ کے صحابی کی روایت یہ بھی ہے کہ كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِي اَهْلِي ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِي اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ (بخاری) کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسول اللہؐ کے ساتھ پانے کیلئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

آدھی رات کو اُٹھ کر سحری کھالینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں۔ اصل برکت اور اتباع سنت اس میں ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھاپی لے۔ اس کے بعد روزہ کی نیت کرے۔ یہ پچھلی قوموں کے روزہ کا طریق ہے کہ اگر وہ روزہ کی نیت کریں تو رات میں سوتے وقت کچھ کھاپی لیں اور سوجائیں روزہ شروع ہوجاتا ہے۔ ہمارے پیارے نبیؐ نے یہود اور نصاریٰ اور امت محمدیہ کے روزوں میں فرق کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ۔

فصل مابین صیامنا وصیام اهل الکتاب اکلة السحر (مشکوۃ:۱/۱۷۵)

اھل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور ہمارے روزہ کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔

سحری کی برکات وفوائد

سحری میں بے شمار فوائد وبرکات اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کیلئے رکھے ہیں۔ جو مومن بندہ ماہ رمضان المبارک میں ان فوائد وبرکات سے مستفیض ہونے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا مستحق ہوسکتا ہے۔ سحری کی برکت کے بارے میں رسول مقبولؐ فرماتے ہیں۔

تسحرُوا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً۔

(بخاری شریف)

یعنی سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ یعنی اہل کتاب بغیر سحری کے روزہ رکھنے کے پابند تھے اور امت محمدیہ کو یہ سہولت فراہم کی گئی ہے کہ سحری کر کے روزہ رکھا کریں۔ اس لئے کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔ مزید آپؐ حکم فرماتے ہیں کہ استعینوا بطعام السحر علی صیام النهار یعنی سحری میں کھانا کھا کر دن کے روزہ کیلئے مدد حاصل کرو۔

پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے پیارے آقاؐ مسلمانوں کیلئے روزہ میں آسانی اور سہولت چاہتے ہیں تاکہ روزہ بغیر سحری کے پریشانی کا باعث نہ ہو۔ بعض لوگ نیند کے غلبہ کی وجہ سے یا دیر سے سونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے سحری میں نہیں اُٹھتے یا تو بغیر سحری کے روزہ رکھ لیتے ہیں یا سحری کر کے سوجاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا روزہ تو ہوجاتا ہے مگر سحری نہ کرنے کی وجہ سے برکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جس برکت کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح سحری کے وقت کے دینی امور کی ادائیگی سے محروم ہوکر ثواب حاصل کرنے سے رہ جاتے ہیں اور پھر بغیر سحری کے سارا دن روزہ ان پر مافوق العادت ہوکر شاق گزرتا ہے جو اسلامی تعلیمات روزہ کے منشا کے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے سحری بہرحال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ سحری اپنے مقررہ وقت پر کرنا اور سحری کے پہلے اور بعد کے امور کو بجالاتے ہوئے سحری کرنا یعنی سحری کے لوازمات کو مدنظر رکھتے ہوئے سحری کرنا سحری کے مقاصد میں سے ہے۔

سحری میں اٹھنے سے تہجد کی ادائیگی کا موقع میسر آتا ہے عام مسلمانوں کیلئے سال بھر فجر میں اٹھنا دشوار ہوتا ہے چہ جائیکہ تہجد کی نماز کیلئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سحری کی وجہ سے ایک مسلمان فجر کی اذان سے پہلے بیدار ہوجاتا ہے اور تہجد کی ادائیگی کرتا ہے۔ جو صالحین کا مخصوص طریق اور قرب الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے اس طرح سحری سے یہ فائدہ حاصل ہوجاتا ہے۔

عام دنوں میں مزدور طبقہ اور دوسرے سست اور غافل افراد کیلئے نماز فجر کی ادائیگی مشکل کام ہوتا ہے۔ لیکن رمضان المبارک میں سحری سے فارغ ہوتے ہی کچھ دیر میں اذان ہوتی ہے اور فجر کی نماز باجماعت کیلئے توفیق ملتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا بھی قول ہے کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانے کیلئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

بخاری میں ہے کہ نماز فجر کی ادائیگی بھی سحری کے فوائد میں سے ہے۔

اور پھر تلاوت قرآن کریم کی طرف بھی روزہ دار متوجہ ہوتا ہے۔ جس کا رمضان المبارک سے ایک مستحکم اور مضبوط تعلق ہے۔ سحری کے بعد ایک مسلمان نماز فجر ادا کر کے قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہوجاتا ہے۔

نیز سحری کے فوائد وبرکات میں سے یہ بھی ہے کہ بچوں کو سحری میں شرکت کا شوق رہتا ہے وہ بھی سحری کیلئے بیدار ہوتے ہیں اور نماز فجر اور تلاوت میں شرکت کرتے اور اس طرح ان کی تربیت کا زریں موقعہ میسر آجاتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی متعدد فوائد وبرکات سحری سے وابستہ ہیں۔

روزہ کی نیت

نیت روزہ بھی سحری کے ساتھ ساتھ کرنی ہوتی ہے اور روزہ کیلئے نیت ضروری ہے۔ جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہیئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ يَجْمَعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الفجر فَلَا صِيَامَ لَهٗ (ترمذی کتاب الصوم) یعنی جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ اور نیت کے الفاظ احادیث سے یہ ثابت ہیں کہ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ یعنی میں نیت کرتا ہوں کہ آج اللہ کے واسطے رمضان المبارک کا روزہ رکھتا ہوں۔ سال بھر نماز فجر سے پہلے ایک انسان اس طرح کھانے کا اہتمام نہیں کرتا۔ اب رمضان المبارک میں فجر سے پہلے سحری کیلئے اٹھ کر کھانا اور پینا بھی نیت کے درجہ میں سمجھا جائے گا۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سحری کے لوازمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے اور رمضان المبارک سے کما حقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

❀❀❀❀❀❀

روزہ میں تمہارے لیے بڑی خیر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات مالی دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔ اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالمِ جوانی میں ہی ادا کرسکتا ہے ورنہ 60 سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہوکر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔ یہ ٹھیک کہا کہ ’پیری وصد عیب‘۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کرلیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔ اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موئے سفید از اجل آرد پیام۔ انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے‘‘۔

(البدر جلد 1 نمبر 7 مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد اوّل صفحہ 646-647)

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
LUTHRA JEWELLERS
LJ
SIGN OF PURITY
Since 1948

جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مختلف زبانوں میں طبع شدہ مکمل قرآن مجید کے تراجم کی فہرست

نمبر شمار	نام زبان	پہلے ایڈیشن کا سن اشاعت
1	ڈچ(Dutch)	1953ء
2	سواحیلی (kiswahili)	1953ء
3	جرمن(German)	1954ء
4	انگریزی(English)(ترجمہ از حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ)	1955ء
	انگریزی ترجمہ وتفسیر پانچ جلدوں میں(Five Volume Commentry)	پہلا حصہ 1947ء
5	اردو(تفسیر صغیر)	1957ء
	اردو(ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)	2000ء
6	ڈینش(Danish)	1967ء
7	اسپرانٹو(Esperanto)	1970ء
8	انڈونیشین(Indonesian)	1970ء
9	یوروبا(Yoroba)	1976ء
10	گورمکھی(Gurmukhi)	1983ء
11	لوگنڈا(Luganda)	1984ء
12	فرنچ(French)	1985
13	اٹالین(Italian)	1986ء
14	فیجین(Fijian)	1987ء
15	ہندی(Hindi)	1987ء
16	رشین(Russian)	1987ء
17	جاپانی(Japanese)	1988ء
18	کیکویو(Kikuyu)	1988ء
19	کورین(Korian)	1988ء
20	پرتگالی(Portuguese)	1988ء
21	ہسپانوی(Spanish)	1988ء
22	سویڈش(Swedish)	1988ء
23	یونانی(Greek)	1989ء
24	ملائی(Malay)	1989ء
25	اڑیا(Oriya)	1989ء
26	فارسی(Persian)	1989ء
27	پنجابی(Punjabi)	1989ء
28	تامل(Tamil)	1989ء
29	ویتنامی(Vietnamese)	1989ء
30	البانین(Albanian)	1990ء
31	آسامی(Assamese)	1990ء
32	بنگلہ(Bangali)	1990ء
33	چینی(Chinese)	1990ء
34	چیک(Czech)	1990ء
35	گجراتی(Gujrati)	1990ء
36	اگبو(Igbo)	1990ء
37	مینڈے(Mende)	1990ء
38	پشتو(Pushto)	1990ء
39	پولش(Polish)	1990ء
40	سرائیکی(Saraeiki)	1990ء
41	ٹرکش(Turkish)	1990ء
42	طوالوئن(Tuvaluan)	1990ء
43	بلغارین(Bulgarian)	1991ء
44	ملیالم(Malayalam)	1991ء
45	منی پوری(Manipuri)	1991ء
46	سندھی(Sindhi)	1991ء
47	ٹگالاگ(Tagalog)	1991ء
48	تیلگو(Telugu)	1991ء
49	ہاؤسا(Hausa)	1992ء
50	مراٹھی(Marathi)	1992ء
51	نارویجین(Norwegian)	1996ء
52	کشمیری(Kashmiri)	1998ء
53	سنڈانیز(Sundanese)	1998ء
54	تھائی(Vol:1 -Part 1 to 10)	1999ء
	تھائی(Vol:2 -Part 11 to 20)	2006ء
	تھائی(Vol:3 -Part 21 to 30)	June 2008
55	نیپالی(Nepali)	2001ء
56	جولا(Jula)	2002
57	کیکامبا(Kikamba)	2002ء
58	کیتالان(katalan)	2003ء
59	کنڑا(Kanada)	2004ء
60	کریول(Creol)	2004ء
61	ازبک(Uzbec)	2005ء
62	مورے(More)	2006ء
63	فولا(Fula)	2007ء
64	منڈنکا(Mandinka)	2007ء
65	وولوف(Wolof)	2007ء
66	بوزنین(Bosnian)	2008ء
67	مالاگاسی(Malagasy)	May 2008
68	قرغیز (Kyrgis)	July 2008
69	اشانٹی(Ashanti)	Ocober 2008
70	پرتگیز(کریول)Purtugues	2010

اس کے علاوہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ قرآن نابینا افراد کے لیے بریل (Brail) میں بھی جماعت احمدیہ UK سے دستیاب ہے۔

علاوہ ازیں حسب ذیل زبانوں میں جزوی طور پر تراجم شائع ہوئے ہیں۔

70	ماؤری(Mauri)(نیوزی لینڈ) پہلے 15 پارے۔Part 1-15	July 2008
71	جاوانیز (Javanese)۔ پہلے دس پارے۔Part 1-10	2000ء
72	میانمار(Mayanmar)۔ پہلے دس پارے۔(Vol:1- Part-1-10)	2003ء

علاوہ ازیں کئی ایک زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم مکمل ہو کر نظر ثانی یا کمپوزنگ وغیرہ کے مراحل میں ہیں۔ اسی طرح خلافت احمدیہ کی زیر ہدایت متعدد زبانوں میں تراجم کیے جا رہے ہیں اور یہ مبارک سلسلہ نہایت سرعتِ رفتار کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۴ اگست ۲۰۰۹ء)

۞۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ قرآن مجید کے تراجم کی فہرست کتاب ”جماعت احمدیہ کا تعارف جدید ایڈیشن ۲۰۱۰ مرتبہ مبشر احمد خالد میں بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے) (ادارہ)

بقیہ: اداریہ از صفحہ ۲

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سناتن دھرم کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے شری رام چندر جی کو خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''یادرہے کہ آریہ ورت میں مذہب قدیم جس پر کروڑوں انسان پائے جاتے ہیں۔ سناتن دھرم ہے۔ اگرچہ اس مذہب کو عوام نے بگاڑ دیا ہے۔ اور مورتی پوجا اور دیویوں کی پرستش اور بہت سی مشرکانہ بدعتیں اور اوتاروں کو خدا سمجھنا گویا اس مذہب کی جُز ہوگیا ہے لیکن ان چند غلطیوں کو الگ کرکے بہت سی عمدہ باتیں بھی اس مذہب میں موجود ہیں۔ اسی مذہب میں بڑے بڑے رشی اور منی اور جوگی ہوتے رہے ہیں۔ اور نیز اس مذہب میں بڑے بڑے جپی تپی اور ریاضت کرنے والے پائے گئے ہیں۔ اب اگر کوئی چاہے تو قبول کرے یا نہ کرے۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ اصل عقیدہ وید کا وہی ہے جو سناتن دھرم کی رُوح میں مخفی ہے۔ ان لوگوں میں کسی زمانہ میں قابل تعریف عملی حالتیں تھیں۔ اور وہ بنوں میں جاکر ریاضت اور عبادت بھی کرتے تھے۔ اور ان کے دلوں میں نرمی اور سچی تہذیب تھی کیونکہ ان کا مذہب صرف زبان تک نہیں تھا بلکہ دلوں کو صاف کرتے تھے۔ اور وہ پرمیشر جس کا کتابوں میں انہوں نے نام سُنا تھا۔ چاہتے تھے کہ اسی دُنیا میں اس کا درشن ہوجائے۔ اس لئے وہ بہت محنت کرتے تھے۔ اور اس صدق کا نور ان کی پیشانیوں میں ظاہر تھا۔ پھر بعد اس کے ایک اور زمانہ آیا کہ بُت پرستی اور دیوتاؤں کی پوجا اور مورتی پوجا اور اوتاروں کی پوجا بلکہ ہر ایک عجیب چیز کی پوجا سناتن دھرم کا طریق ہوگیا۔ اور وہ اس طریق کو بھول گئے۔ جو طریق رامچندر اور کرشن جی نے اختیار کیا تھا۔ جن پر ان کی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا۔'' (نسیم دعوت صفحہ ۲۶۔۲۷)

مختلف مذاہب کے متعلق اپنا نظریہ بیان کرتے ہوئے امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی حکم کے مطابق شری رامچندر جی مہاراج کو راستباز تسلیم کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''یہ بھی یاد رکھو کہ میرا یہ مذہب نہیں کہ اسلام کے سوا سب مذاہب بالکل جھوٹے ہیں۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ خدا جو مخلوق کا خدا ہے وہ سب پر نظر رکھتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک ہی قوم کی پرواہ کرے اور دوسروں پر نظر نہ کرے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حاکم کے دورے کی طرح کبھی کسی قوم پر وہ وقت آجاتا ہے اور کبھی کسی پر۔ میں کسی کے لیے نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور کرشن جی وغیرہ بھی خدا کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے۔ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ان کی نندیا یا توہین کرتا ہے۔ اس کی مثال کنوئیں کے مینڈک کی سی ہے جو سمندر کی وسعت سے ناواقف ہے۔ جہاں تک ان لوگوں کے صحیح سوانح معلوم ہوتے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدات کیے اور کوشش کی کہ اس راہ کو پائیں جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی حقیقی راہ ہے۔ پس جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اس میں فرمایا ہے وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ ○ (فاطر: ۲۵)

یعنی کوئی قوم اور اُمت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ میں بابا نانک صاحب کو بھی خدا پرست سمجھتا ہوں اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ ان کو بُرا کہا جائے۔ میں ان کو ان لوگوں میں سے سمجھتا ہوں جن کے دل میں خدا تعالیٰ اپنی محبت آپ بٹھا دیتا ہے۔ پس ان لوگوں کی پیروی کرو اور دل کو روشن کرو۔ پھر دوسروں کی اصلاح کے لیے زبان کھولو۔ اس ملک کی شائستگی اور خوش قسمتی کا زمانہ تب آئے گا جب نری زبان نہ ہوگی بلکہ دل پر دارومدار ہوگا۔ پس اپنے تعلقات خدا تعالیٰ سے زیادہ کرو۔ یہی تعلیم سب نبیوں نے دی ہے اور یہی میری نسبت ہے اگر درخانہ کس است حرفے بس است۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۶۳ مطبوعہ ۲۰۰۳)

اسی طرح فرمایا:

''ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اس اقرار کو تمام دُنیا میں شائع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے۔ ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنے والے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسا کہ راجہ رامچندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے اور ان میں سے تھے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۷۲)

''ہر ایک فرقہ میں نذیر آیا ہے جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ اسی لیے رام چندر اور کرشن وغیرہ اپنے زمانہ کے نبی وغیرہ ہوں گے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۲)

قارئین کرام! بعض تنگ نظر مسلمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق شری رامچندر جی مہاراج اور شری کرشن جی مہاراج کی عزت واحترام کے لئے بیان فرمودہ ان اصولوں پر تنقید کرتے ہیں اور آپ پر الزام لگاتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں سے عالی ظرف اور قرآنی تعلیمات کو سمجھنے والے علما نے شری رام چندر جی مہاراج اور کرشن جی کی عزت وتکریم کی ہے اور آپ کے متعلق اعلیٰ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ بلکہ بعض نے تو ان بزرگوں کو ہندوستان کے نبی تسلیم کیا ہے۔ آیئے چند ایک حوالہ جات ملاحظہ کریں:

شری رام چندر جی کے متعلق مسلمان علماء کے چند حوالے:

(۱) حضرت مجدد الف ثانی امامِ ربانیؒ فرماتے ہیں:۔

''در اُمم سابق کہ ملاحظہ میکند کم بقعہ مے یابد کہ در انجا بعثتِ پیغمبرے نشدہ باشد حتیٰ کہ در زمینِ ہند کہ دور از یں معاملہ مے نماید کہ نیز مے یابد کہ اہلِ پیغمبراں مبعوث شدہ اند و دعوت بصانع جلشانہ فرمودہ اند و در بعضے از بلادِ ہند محسوس میگردد کہ انوارِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و رظلماتِ شرک در رنگ مشعلہا افروختہ اند۔''

(مکتوباتِ امام ربانی جلد اوّل مکتوب ۲۵۹)

(۲) مولوی وحید الزمان صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر میں لکھا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت کرشن علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ اور راستباز انسان تھے اور وہ اپنے زمانہ میں اپنی قوم کیلئے خدا کی طرف سے نذیر ہوکر آئے تھے کیونکہ قرآن مجید میں ہے وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ۔ اس آیت سے یہ صاف نکلتا ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہوچکے ہیں۔

(تفسیر وحیدی زیر آیت وان مِن اُمّۃٍ اِلَّا خلا فیہا نذیر)

(۳) جناب مولوی عبید اللہ صاحب مؤلف تحفۃ الہند لکھتے ہیں۔

''ہوسکتا ہے کہ اِس ملک (ہند) میں حق تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء بھی مبعوث ہوئے ہوں ...... کیونکہ احتمال ہے کہ .... شاید یہ باتیں جو اُن کی نسبت ان کی پوتھیوں میں لکھی ہیں جھوٹ ہوں۔'' (رسالہ تحفۃ الہند صفحہ ۶)

(۴) جناب مولوی شبلی نعمانی لکھتے ہیں:۔

''ہندوستان کے پیغمبر افسانوں کے حجاب میں گُم ہیں۔'' (سیرۃ النبی جلد ۱ صفحہ ۲)

(۵) حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:۔

(الف) ''رامچندر، کرشن نبی تھے۔'' (ست دھرم وچار صفحہ ۸ مصنفہ مولانا موصوف)

(ب) ''کیا عجب ہے کہ جس کو ہندو صاحب اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی یعنی نائب نبی ہوں۔ قرآن شریف میں یہ بھی ارشاد ہے منھم من قصصنا الخ۔۔۔ سو کیا عجب ہے کہ انبیاءِ ہندوستان بھی انہی نبیوں میں سے ہوں جن کا تذکرہ آپ سے نہیں کیا گیا۔ رہی یہ بات کہ اگر ہندوؤں کے اوتار انبیاء یا اولیاء ہوتے تو دعویٰ خدائی نہ کرتے اور افعالِ ناشائستہ مثل زنا، چوری وغیرہ اُن سے سرزد نہ ہوتے۔ حالانکہ اوتاروں کے معتقد یعنی ہندو ان دونوں باتوں کے معتقد ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ دونوں باتیں بے شک ان سے سرزد ہوئی ہیں۔ سو اِس شبہ کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف دعویٰ خدائی نصاریٰ نے منسوب کردیا ہے اور دلائل عقلی ونقلی اس کے مخالف ہیں۔ ایسے ہی کیا عجب ہے کہ شری کرشن اور سری رامچندر کی طرف بھی یہ دعویٰ بدروغ منسوب کردیا ہو۔''

(مباحثہ شاہجہانپوری مطبوعہ سہارنپور مابین مولانا قاسم صاحب ودیانند سرسوتی صفحہ ۳۱)

(۶) ایک مبلغ اسلام لکھتے ہیں:

''میں مجمل طور پر ہندوستان کے دو نامور بزرگوں سری رامچندر جی اور سری کرشن جی کے حالات پیش کرتا ہوں ..... یہ لوگ واقعی ہندوستان کے رسول تھے۔'' (لیکچر ''ہندوستان کے دو پیغمبر'' صفحہ ۹)

(۷) مولوی محمد علی صاحب مونگیری نے لکھا ہے:۔

''حضرت کے پیشتر یہ لوگ (کرشن ورامچندر) مسلمان تھے۔''

(رسالہ ارشادِ رحمانی وفضلِ یزدانی طبع اوّل صفحہ ۴۰)

(۸) حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کے متعلق لکھا ہے کہ کرشن کے متعلق ایک کشف پر آپ نے فرمایا:

''اس کی تعبیر دوسری ہے۔ جتنے لوگ گزر گئے ہیں ان میں سے کسی خاص شخص پر کفر کا حکم لگانا بغیر ثبوت شرعی جائز نہیں ہے۔ اور ان دونوں (کرشن ورامچندر) کا حال نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث میں۔ اور قرآن مجید میں آچکا ہے کہ ہر قریہ میں ہدایت کرنے والا گزرا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہنود میں بھی کوئی ہادی گزرا ہوگا۔ اس طور پر ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عہد میں ولی ہوں یا نبی۔'' (رسالہ ارشادِ رحمانی طبع اوّل صفحہ ۴۰)

قارئین! اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ شری رام چندر جی مہاراج کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو وضاحت بیان فرمائی ہے مسلمانوں کے سمجھدار طبقہ نے بھی اُسے درست تسلیم کیا ہے۔ اور وہ اجمالاً یا تفصیلاً شری رام چندر جی مہاراج کی بزرگی کے قائل ہیں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ شری رام چندر جی مہاراج کی اصل تعلیمات اور حقائق کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے آپ کے بارہ میں ایک طبقہ نے انتہائی غلو اور مبالغہ سے کام لیا ہے اور آپ کو انسان کے مقام سے اٹھا کر

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
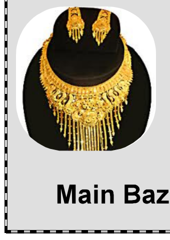
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

خدائی کے مقام پر بٹھا دیا ہے اور آپ ہی خدا کی صفات دے کر آپ کو خدا مان بیٹھے ہیں بلکہ اس کے برعکس ایک طبقہ آپ کو شریف النفس انسان ماننے کو بھی تیار نہیں ہے۔ ان دونوں باتوں سے بچتے ہوئے آپ کی اصل تعلیمات کو جانچنے پرکھنے سے فائدہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی بات ہندوؤں میں سے بھی بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اندر رام کی تلاش کرنی چاہیئے یعنی ان کے اخلاق پر قائم ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مثلاً آر ڈی اگروال صاحب اپنے مضمون ''ایک رام گھٹ گھٹ کے واسی'' مطبوعہ روزنامہ دینک سویرا ۱۹؍اپریل ۲۰۱۳ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ از ہندی۔ رام تیری بہت ساری شکلیں ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سا رام؟ کہا ہے ایک رام گھٹ میں بیٹھا۔ ایک رام کا جگت سارا ایک رام دشرتھ کا بیٹا۔ ایک رام جگت سے نیارا۔

رام رام سب کوئی کہیں ٹھگ ٹھاکر اور چور !
جو نام دھرو پرہلاد نے جپا وہ رام نام کچھ اور !

تو وہ رام کون سے ہیں جس کا نام اتنا متاثر کرنے والا۔ باعث سکون۔ اور بے انتہا راحت دینے والا ہے۔ رام کو تاریخی انسان کہا گیا اور ایسا کرنے پر سیاستدانوں نے شور ڈال دیا کہ رام تو ہمارے عقیدہ کی نشانی ہیں۔ سچ اور ابتداء سے ہی تاریخی بھلا کیسے ہوسکتے ہیں؟ ''رام سیتو'' جو کہ رام کے وقت کی ضرورت تھی اور آج اگر سمندری راستوں میں تیزی لانے کیلئے تبدیلی کی جاتی ہے تو بکھیڑا کیوں؟ وقت کے ساتھ چلنا چاہیئے نہ کہ رام کے نام پر سیاسی روٹیاں سینکنی چاہیئے۔ ایک رام سیتو (پل) بنانے کیلئے تحریک کرتا ہے تو دوسرا مخالفت کرنے کے لئے۔ اگر سچ میں رام کے بھگت کہلانا چاہتے ہیں تو سیکھیں رام کے اعلیٰ معیار کو۔ کس طرح ادب میں رہ کر ''پرشوتم'' سبھی انسانوں میں اچھے کہلائے۔ طوطے کو رام رام بولنا لوگ سکھا دیتے ہیں اور وہ سیکھ جاتا ہے اُسی طرح ہم لوگ بھی رام رام تو بولتے ہیں لیکن رام کو پہچانتے نہیں ہیں۔ کیا فرق رہا طوطے میں اور ہم میں؟ طوطے کو پوچھو رام کون ہیں؟ تو وہ یہی کہے گا رام۔ رام اسی طرح ہم ہیں۔ کبھی رام کے نام پر مندر تو کبھی پل مگر اصلیت سے دور ہیں کیا ہے رام؟ جو ذرہ ذرہ میں بیٹھا ہے وہ ہے رام زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، بحث کا مدعا بنانے کی ضرورت نہیں۔ کہا ہے۔ ذرے ذرے میں ہے رام اور کسی آنکھ والے نے اس کی پہچان کی۔ سچ مچ میں اُس رام کو اپنے دل میں پہچاننا ہے ''دھرو''۔ و''پرہلاد'' نے جانا۔ بس رام کا دھیان یوگی کرتے ہیں۔ حقائق اشیاء کو جاننے والے بھی اپنے علم کے ذریعہ اپنے اندر رام رام کو محسوس کر کے روز بروز رام میں ڈوبتے ہیں اور جس دن رام کو پہچان لیتے ہیں اُس دن گوسوامی (تلسی داس۔ ناقل) ہمارے حق میں پوری ہوجائے گی ''سیا رام مئے سب جگ جانی کرہوں پرنام جوری جگ پانی''۔ رام میں ڈوبی ہوئی نظر کا ہونا ضروری ہے۔ دو فائدے ہوسکتے ہیں رام کو پہچاننے سے۔ زندگی میں سچائی آئے گی اور زندگی رام کے نور سے منور ہوجائے گی۔ دوسرے انسانیت کی خدمت کرسکیں گے۔ جب رام میں ڈوبا ہوا سارا عالم ہوگا۔ آج تو مخالفت کرنے میں ساری طاقت، مال، وقت، جسم خرچ ہورہا ہے۔ لیکن رام کو پہچاننے پر رام راجیہ کا قیام ہوسکتا ہے جس رام راجیہ میں کوئی دکھی نہیں ہوگا۔ تو پہچانو اپنے دل میں بیٹھے رام کو جس کی وجہ سے ہم زندہ ہیں۔ رام حقیقت میں کوئی تاریخی انسان نہیں ہیں بلکہ زندہ انسان ہیں جو سب کے اندر ہی زندہ رام کو پہچاننے میں ہی سب کی بھلائی ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔''

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

صدقۃ الفطر و فطرانہ کی شرح

الحمدللہ امسال رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ مورخہ 09-07-2013 سے شروع ہونے والا ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کیلئے فطرانہ کی شرح ایک صاع غلہ (یعنی رائج الوقت میٹرک سسٹم) کے مطابق قریباً 2 کلو 750 گرام) مقرر کی گئی ہے۔ ایسے افراد جن کی مالی حالت اچھی ہے۔ انہیں پوری شرح کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کرنا چاہیئے۔ نیز جو افراد پوری شرح سے ادا نہیں کر سکتے وہ نصف شرح سے فطرانہ ادا کر سکتے ہیں۔

چونکہ ہندوستان کے صوبہ جات کے غلہ (گندم، چاول) کی شرح مختلف ہے۔ اس لئے مقامی طور پر مقررہ شرح (2 کلو 750 گرام غلہ) کے مطابق فطرانہ کی ادائیگی کریں۔

قادیان ومضافات پنجاب کیلئے امسال صدقۃ الفطر کی شرح -/40 روپے مقرر کی جاتی ہے۔

صدقۃ الفطر کی مجموعی وصول شدہ رقم میں سے 1/10 حصہ مرکز میں جمع ہونا چاہیئے۔ بقیہ 9/10 مقامی مستحقین وغرباء میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ جس جماعت میں غرباء مستحقین نہ ہوں اس جماعت کی جملہ وصول شدہ رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

واضح ہو کہ فطرانہ کی رقم دیگر مقامی ومساجد وغیرہ کی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ناظر بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ماہ رمضان المبارک کے ساتھ تحریک جدید کی گہری مناسبتیں

بانی تحریک جدید سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ ماہ رمضان المبارک کے ساتھ تحریک جدید کی گہری مناسبتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''......اگر تم رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو تحریک جدید پر عمل کرو اور اگر تحریک جدید کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہو تو روزوں سے صحیح فائدہ اٹھاؤ۔ تحریک جدید یہی ہے کہ سادہ زندگی بسر کرو اور محنت اور مشقت اور قربانی کا اپنے آپ کو عادی بناؤ۔ یہی سبق رمضان تمہیں سکھانے کیلئے آتا ہے۔ پس جس غرض کیلئے رمضان آیا ہے اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرو...... ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیئے کے اس کا رمضان تحریک جدید والا ہو اور تحریک جدید رمضان والی ہو۔ رمضان ہمارے نفس کو مارنے والا ہو اور تحریک جدید ہماری روح کو تازگی بخشنے والی ہو۔ پس جب میں نے کہا کہ رمضان سے فائدہ اٹھاؤ تو دراصل میں نے تمہیں سمجھایا ہے کہ تم تحریک جدید کے اغراض ومقاصد کو رمضان کی روشنی میں سمجھو۔ اور جب میں نے کہا ہے کہ تحریک جدید کی طرف توجہ کرو تو دوسرے لفظوں میں میں نے تمہیں یہ کہا ہے کہ تم ہر حالت میں رمضان کی کیفیت اپنے اُوپر وارد رکھو اور صحیح قربانی اور مسلسل قربانی کی اپنے اندر عادت ڈالو۔ جو رمضان بغیر سچی قربانی کے گزر جاتا ہے وہ رمضان نہیں اور جو تحریک جدید بغیر روح کی تازگی کے گزر جاتی ہے وہ تحریک جدید نہیں''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ نومبر ۱۹۳۸ء)

اسی ضمن میں حضور رضی اللہ عنہ نے ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء کو ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ کے آخر میں جماعت کو چندہ دہندگان تحریک جدید کے لئے بطور خاص دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

''رمضان کا جو آخری عشرہ آنے والا ہے اس کو تحریک جدید کے متعلق سابق قربانیوں کیلئے شکریہ اور آئندہ کے لئے طاقت کے حصول کیلئے خرچ کرو۔ جن کو گزشتہ سالوں میں قربانی کی توفیق ملی ہے وہ اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں۔ اور ہر ایک دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ سے ہر قربانی کرنے والے کیلئے دعا کرے کہ اس نے شوکت دین اور مضبوطی سلسلہ کے لئے جو قربانی کی ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل اور رحمتیں نازل کرے۔ اور اس کیلئے اپنی محبت اور برکات کا نزول فرمائے۔ اسی محبت اور اخلاص کے مطابق جس کے ساتھ اس نے خدا کی راہ میں قربانی کی تھی۔ آمین'' (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء صفحہ نمبر ۴)

بمطابق روزنامہ الفضل قادیان ۲۹ نومبر ۱۹۳۸ء مخلصین جماعت کا تحریک جدید کے آغاز سے ہی یہ تعامل رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ماہ رمضان کے وسط تک اپنے وعدہ جات چندہ تحریک جدید کی صدفی صد ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے افضال وبرکات کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس اب جب کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ایک بار پھر بے شمار آسمانی رحمتوں اور برکتوں کے حامل اس ماہ مقدس میں قدم رکھنے والے ہیں جملہ معاونین تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنی شاندار جماعتی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ابھی سے اپنی کمر ہمت کس لیں اور ۱۵ رمضان المبارک یعنی 25 جولائی تک اپنے واجبات کی مکمل ادائیگی کر کے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ امراء وصدران جماعت اور سرکل انچارج صاحبان سے بھی گزارش کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی اپنی اپنی جماعتوں کے صدفی صد ادائیگی کنندگان کی فہرستیں 25 جولائی سے پہلے پہلے بذریعہ ڈاک اور یکم اگست تک بذریعہ فیکس وکالت مال تحریک جدید قادیان کو بھجوانے کی زحمت فرمائیں۔ تا تمام جماعتوں کی یکجائی فہرست ۲۹ رمضان کی اجتماعی دُعا کیلئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جاسکے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلوٰۃُ عِمَادُالدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ہفت روزہ بدر انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔ احباب اس سے فائدہ اٹھائیں۔
www.akhbarbadrqadian.in
(ایڈیٹر بدر)

نوبل انعام یافتہ عظیم سائنسدان
ڈاکٹر عبد السلام پاکستان میں نظر انداز

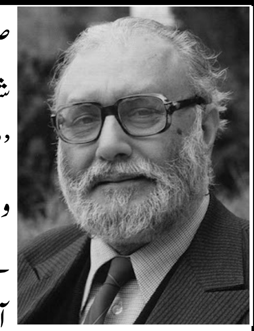

صوبہ کرناٹک کے مشہور اخبار Udayavani میں مورخہ 12-7-10 کو شائع شدہ آرٹیکل کا اردو ترجمہ قارئین بدر کیلئے پیش خدمت ہے۔

''اسلام آباد جولائی ۹ گارڈ پارٹیکل کی تحقیق کی ابتداء میں اہم کردار ادا کرنے والے پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام کو پاکستان نے خود نظر انداز کر دیا ہے۔آج دنیا جب گارڈ پارٹیکل کی تحقیق پر خوشیاں منا رہی ہے۔اس تحقیق کے آغاز میں اہم اور بنیادی کردار ادا کرنے والے پاکستان کے واحد نوبل یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کو غیر تو غیر خود پاکستان نے بھی ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔

پاکستان کو نیوکلئر طاقت بنانے میں ڈاکٹر عبدالسلام کا اہم رول تھا لیکن جب پاکستان متعصب اور کٹر پنتھی ملاؤں کے ہاتھ میں چلا گیا تو وہ بھی ملک سے کنارہ کش ہو گئے۔اس کی وجہ ڈاکٹر سلام کا احمدی ہونا تھا کیونکہ پاکستان کی حکومت۔۔۔نے احمدیوں کو کافر قرار دے دیا تھا اور احمدی وہاں پر قانونی طور پر غیر مسلم ہیں۔

ڈاکٹر عبد السلام ۱۹۲۶ میں پیدا ہوئے ۔ان کی جائے پیدائش اب پاکستان میں ہے ۔انہوں نے درجنوں بین الاقوامی اعزازات حاصل کیے ہیں ۱۹۷۹ء میں انہوں نے فزکس میں سیٹون وین برگ کے ساتھ ملکر نوبل انعام حاصل کیا تھا۔

۱۹۶۰ اور ۱۹۷۰ کی دہائیوں میں سلام پاکستان کے اہم عہدوں پر فائز تھے۔صدر پاکستان کی سائنسی صلاح کار کے عہدہ پر کام کرتے ہوئے انہوں نے نیوکلیئر، خلائی اور دیگر ٹیکنولوجی کی بنیاد قائم کرتے ہوئے پاکستان کی خوب مدد کی۔۱۹۹۸ میں پاکستان نے جو نیوکلئر بم کا جو تجربہ کیا اس کی بنیاد بھی ڈاکٹر سلام نے ہی ڈالی تھی۔اتنے اعلیٰ عہدوں پر فائز سائنسدان سلام تیس لاکھ پاکستانی احمدیوں سے مختلف نہیں تھے۔ ۱۹۷۴ میں پاکستان کی وفاقی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔پاکستان کے آئین میں لائی گئی ترمیم سے احتجاج کرتے ہوئے سلام نے اپنے سرکاری عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور اٹلی چلے گئے اور وہاں اپنی تحقیقات کو جاری رکھا۔جب سلام کو نوبل یافتہ قرار دیا گیا تو پاکستان کے سابق صدر جنرل ضیاء الحق نے ملک کا سب سے بڑا اعزاز سلام کو عطا کیا مگر پاکستان کے عوام نے اس پر کوئی خاص خوشی کا اظہار نہیں کیا۔جبکہ بشمول ہندوستان کئی ملکوں نے ان کی بیحد تعریف کی۔

اتنی بڑی اہم شخصیت کے بارے میں پاکستان کی درسی کتابوں میں کوئی ذکر موجود نہیں۔ پاکستان کے بڑے عہدیدار، میڈیا ان کا نام شاذ و نادر کے طور پر بھی لینے سے کتراتے ہیں جبکہ نیوکلیئر کے راز کو ایران، لیبیا، اور شمالی کوریا کو فروخت کرنے والے ملک کے غدار اے کیو خان کو پاکستان اپنا قومی لیڈر مانتا ہے۔کیونکہ ان کا تعلق سنی مسلمانوں سے ہے۔ڈاکٹر سلام اپنی وفات کے بعد بھی سنی مسلمانوں کی عداوت کا شکار رہے ہیں۔۱۹۹۶ء میں جب سلام برطانیہ (آکسفورڈ) میں فوت ہوئے اور ان کی میت کو پاکستان میں دفن کرنے کی غرض سے لایا گیا۔ان کے کتبہ پر پہلا مسلمان نوبل انعام یافتہ لکھا یا۔مگر بعد میں عدالتی حکم پر مسلم کا لفظ کتبہ سے مٹایا گیا۔''

(مرسلہ: ایم عبداللہ جماعت منجیشور کیرلہ)

ہفتہ قرآن مجید

بھدرواہ ۴ مئی تا ۱۱ مئی ۲۰۱۳ ہفتہ قرآن مجید منایا گیا۔تلاوت و نظم کے بعد قرآن کریم کی فضیلت، اہمیت و حقائق معارف کے تعلق سے تقاریر ہوئیں۔اللہ تعالیٰ ہفتہ قرآن کریم کے اچھے نتائج برآمد کرے اور احباب جماعت کے اخلاص و ایمان میں ازدیاد بھی عطا فرمائے۔آمین۔(محمود احمد وگے مبلغ سلسلہ)

یادگیر میں مثالی وقار عمل

یادگیر: مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ۷۵ سال پورے ہونے پر مجلس یادگیر کی جانب سے ایک مثالی وقار عمل شہر کے سرکاری ہسپتال میں کیا گیا۔ہسپتال کے تمام کمروں، باغیچے اور راستوں کی صفائی کی گئی۔اس موقعہ پر بہت سے سیاسی لیڈران اور ہسپتال کے اسٹاف نے ہمارے کام کو سراہا۔اس مثالی وقار عمل کی خبریں کئی اخبارات میں شائع ہوئیں اور کئی ٹی وی چینلز میں بھی نشر ہوئیں۔اس موقعہ پر ۱۵۰ خدام و اطفال نے اپنی خدمات پیش کیں۔

(مصور احمد دنڈوتی قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر)

قارئین **بدر** کی خدمت میں

"رمضان المبارک" کی مبارکباد! (ادارہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

بچنا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا، آئندہ کی غلطیوں سے بھی ایک مؤمن کو بچا رہے ہوں گے۔خوف اور غم سے دور رکھنے والے ہوں گے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے حوالہ سے اسلام اور مسلمان کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہماری اپنی اصلاح ہے، اگر ہم اپنے ایمان میں مضبوط ہیں، اگر ہم اپنے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ یہ خدا کی رضا کے مطابق ہیں یا نہیں دعاؤں پر زور دے رہے ہیں تو پھر دنیاداروں کے دنیاوی قانون یا قانون کی آڑ میں ظلم ہمیں اس دنیا کے ظاہری نقصان سے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے یا ظاہری طور پر شاید دنیاوی لحاظ سے نقصان پہنچادیں بظاہر، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ہم مقبول ہوں گے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان اور مسلمان ہونے کے اعلان کرنے والے اور نیک اعمال بجالانے والوں کے جس معیار کا ذکر فرمایا ہے، وہ سورۃ نساء کی اس آیت میں ہے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا○ اور دین میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اپنی تمام تر توجہ اللہ کی خاطر وقف کر دے۔اور وہ احسان کرنے والا ہو اور اُس نے ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کی ہو، اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا تھا۔

پس یہ ہے وہ مقام جو ہر احمدی کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔اور جب یہ مقام ہم حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، تو تبھی حقیقی مسلمان ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں، تبھی ہم خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے والے بھی ہوں گے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ بحیثیت جماعت، جماعت کی کثرت اس مقام کو حاصل کرنے والی ہو۔دعاؤں کی طرف توجہ دینے والی ہو۔ہم حقیقت میں اسلامی رنگ میں رنگین ہونے والے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے اُن لوگوں میں شمار ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔**بشریٰ للمسلمین**۔کہ فرمانبرداری کے لئے خالص ہو کر اسلام کے احکامات پر عمل کرنے والوں کے لئے بشارت ہے۔اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملتی ہے تو دشمن کی بیخ کنی اور خاتمے کے نظارے بھی نظر آتے ہیں۔خدا کرے کہ ہم میں سے اکثریت کی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو جائے، بلکہ ہر ایک احمدی کی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا ہو اور جلد ہم مخالفین کے انجام کو بھی دیکھنے والے ہوں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری حامد سمیع صاحب ابن مکرم چوہدری عبد السمیع خادم صاحب مرحوم گلشن اقبال کراچی کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ 11 جون کو یہ عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد کار کے ذریعہ جا رہے تھے تو نامعلوم حملہ آوروں نے ان پر فائرنگ شروع کر دی۔کم و بیش چھ گولیاں آپ کے ماتھے، کمر اور چہرے پر لگیں جس سے آپ موقع پر شہید ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔شہید مرحوم اپنے حلقے کے سیکرٹری مال بھی تھے، بڑے خوش طبع تھے، ہمدرد تھے، بااخلاق انسان تھے اور ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔انتہائی خیال اور محبت کرنے والے شخص تھے، اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ بھی، دوسروں کے ساتھ بھی انتہائی شفقت کا سلوک کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خود ان کا حامی و ناصر ہو۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔

❁❁❁❁

اخبار بدر کو قلمی و مالی تعاون دیکر عنداللہ ماجور ہوں
اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں (مینجر بدر)

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan
Farash Khana Delhi- 110006
Tanveer Akhtar 08010090714,
Rahmat Eilahi 09990492230

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9464066686
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 62 Thursday 27 June 2013 Issue No.26

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امن کے وہ پیغامبر ہیں جن کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی اور آپ کے جھنڈے تلے ہی دنیا کی نجات ہے

محترم چوہدری حامد سمیع صاحب آف کراچی کی المناک شہادت کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 جون 2013 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ، اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هودا او نصارىٰ تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔ بلى من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا سوائے اُن کے جو یہودی یا عیسائی ہوں۔ یہ محض اُن کی خواہشات ہیں۔ تو کہہ کہ اپنی کوئی مضبوط دلیل تو لاؤ، اگر تم سچے ہو۔ نہیں نہیں۔ سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور احسان کرنے والا ہو تو اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس ہے اور اُن لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

گزشتہ دنوں مجھے کسی نے لکھا کہ پاکستان میں جو نئی حکومت بنی ہے۔ یہ بھی حسبِ سابق احمدیوں کے ساتھ وہی کچھ کرے گی جیسے پہلے بھی یہ لوگ کرتے رہے ہیں۔ اور ایک وزیر کا نام لیا کہ وہ تو پہلے بھی احمدیوں کے ساتھ اچھا نہیں رہا۔ اب پھر ایسے حالات ہو جائیں گے۔

لکھنے والے نے اس پر اپنی بڑی فکر کا اظہار کیا ہوا تھا۔ یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے کیا ہوتا ہے، لیکن چاہے یہ حکومت ہو یا کوئی اور حکومت ہو۔ جب پاکستان میں ایک قانون احمدیوں کے خلاف ایسا بنا ہوا ہے جس میں ظلم کے علاوہ کچھ نہیں تو پھر اس قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی فکر کرنی ہے تو یہ وہ ہمیشہ کی اور مستقل فکر ہی ہے، پاکستان میں احمدیوں کے لئے۔ اور پاکستانی احمدیوں کو خود بھی اس لحاظ سے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر تو ہم نے دنیاوی حکومتوں سے کچھ لینا ہے، تو بیشک یہ سوچ رکھیں اور فکر کریں۔ لیکن اگر ہمارا تمام تر انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے تو پھر اس قسم کی فکر کی ضرورت نہیں کہ فلاں آئے گا۔ یا اس قسم کی امید کی ضرورت نہیں کہ فلاں آئے گا تو ہمارے حالات بہتر ہو جائیں گے اور فلاں آئے گا تو حالات خراب ہو جائیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اگر ہمارا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو پھر اس قسم کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ان دنیاوی حکومتوں نے تو دنیا کے لحاظ سے جو چاہنا ہے کرنا ہے۔ اور ماضی میں گزشتہ تقریباً جب سے یہ قانون پاس ہوا ہے احمدیوں کے خلاف، اسمبلی میں، اڑتیس سال ہونے لگے ہیں، یہ کر رہی ہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے یہ مخالفت ہے۔

فرمایا پس ہمیں نہ تو ان دنیاوی حکومتوں سے کسی بھلائی کی امید ہے اور نہ رکھنی چاہئے اور نہ کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے، کسی سند کی ضرورت ہے، ہمیں دائرہ اسلام میں شامل ہونے کے لئے، یا مسلمان کہلانے کے لئے۔ اصل مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مسلمان ہے۔ وہ مسلمان ہے جو اعلان کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شرعی نبی مانتا ہوں، خاتم الانبیاء یقین کرتا ہوں۔ اور اس تعریف کے مطابق احمدی مسلمان ہیں اور عملاً بھی اور اعتقاداً بھی دوسروں سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔

پس اس اعلان کے بعد ہمیں زبردستی غیر مسلم بنا کر کچھ بھی ظلم یہ آئینی مسلمان ہم پر کریں۔ یا وہ مسلمان جو آئین کی رو سے مسلمان ہیں، ہم پر کریں، یا حکومتیں اور اُن کے وزراء کی اشیر باد پر ان کے کارندے ہم پر کریں۔ یہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں گناہگار بن رہے ہیں اور ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب لا رہے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں یقیناً ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب لانے والی ہونی چاہئیں۔ ہر احمدی کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے اکثر دنیا والے پوچھتے ہیں اور اس دورے میں جو امریکہ اور کینیڈا کا میرا ہوا ہے، اس میں بھی ہر جگہ پریس نے یہ پوچھا، میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ’’تم جو اسلام پیش کرتے ہو، ٹھیک ہے بہت اچھا ہے لیکن مسلمان اکثریت تو تمہیں مسلمان نہیں سمجھتی، اور اُن کے عمل جو سامنے آ رہے ہیں، یہ تو اس سے بالکل الٹ ہیں جو تم کہتے ہو۔ ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی تم کرتے ہو کہ احمدی دنیا میں صحیح اسلامی انقلاب لائیں گے۔ یہ کس طرح ہوگا؟‘‘ بہرحال اُن کو تو میں یہی بتاتا ہوں کہ یہ ’’ہوگا‘‘ والی بات نہیں، بلکہ ہو رہا ہے۔ اور لاکھوں سعید فطرت مسلمان اس حقیقی اسلام کو سمجھ کر ہر سال اسلام میں، احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس حقیقی اسلام میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُس وقت تک یہ کام کرتے چلے جائیں گے جب تک دنیا کو یہ نہ منوا لیں کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امن کے وہ پیغامبر ہیں جس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ اور آپ کے جھنڈے تلے ہی دنیا کی نجات ہے۔ باقی میں اُن کو یہ بھی کہتا ہوں کہ کسی کے مذہب کا فیصلہ کرنا، یا کسی مذہب کے ماننے والا یا نہ ماننے والا سمجھنا کسی دوسرے شخص کا کام نہیں ہے بلکہ ہر انسان اپنے مذہب کا فیصلہ خود کرتا ہے۔ بعض شدت پسند حکومتیں یا مُلاں ہمیں مسلمان سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں مسلمان ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے وہ سب مسلمان ہیں۔ اور اُن سے بہتر مسلمان ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا۔ اور یہی ہر احمدی سمجھتا ہے۔ اس قسم کی حرکتیں کر کے یہ لوگ احمدیت کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے ایسی حرکتیں کر کے یہ اسلام جو امن، صلح، بھائی چارے اور محبت کا مذہب ہے، اسے بھی بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ دشمنوں سے بھی حسنِ سلوک کرو۔ جہاں انصاف کا سوال آئے، انصاف بہرحال مقدم ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے یعنی کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے تمہیں، کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا تقویٰ اختیار کرو۔

پس یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ ہم مخالفین اسلام کا منہ بند کرواتے ہیں، جو وہ اعتراض کرتے ہیں اسلام پر، یہ باتیں کہہ کر۔ قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم بتا کر، کہ حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک حقیقی مسلمان بے انصافی اور ظلم کی باتیں کرے۔ لیکن مسئلہ یہاں یہ ہے کہ جن لوگوں کے پیچھے قوم چل رہی ہے، اُن میں تقویٰ تو ویسے ہی نہیں ہے۔ اور جب تقویٰ ہی نہیں تو پھر اُن سے ظلم اور بے انصافی کی توقع ہی کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ تو اُن سے کچھ اور توقع نہیں ہو سکتی۔

ان کے منصوبے تو بڑے خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی اپنے وعدے کے مطابق نوازے گا، انشاء اللہ۔ لیکن ظلم کرنے والوں کی پکڑ کے سامان بھی ہوں گے اور ضرور ہوں گے، انشاء اللہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابھی دو دن پہلے ہی ایک احمدی کو کراچی میں شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک کو جہلم میں بھی مارنے کی غرض سے حملہ کیا گیا، شدید زخمی ہوئے، ہسپتال میں ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو بھی صحت وسلامتی سے شفاء عطا فرمائے۔ اور بیچارے جو بعض غیر از جماعت احمدیوں کے دوست ہیں، وہ بھی اُس ظلم کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔

پس ہر احمدی جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آیا ہے، وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان ہے۔ مسلمان بھی یقیناً ہے اور پکا مسلمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والا بھی ہے۔ اُس کے مسلمان ہونے پر کسی اسمبلی یا سیاسی حکومت کی مہر کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مسلمان ہے جو ان آیات کے مطابق جو میں نے تلاوت کی ہیں یہ اعلان کرے کہ میں مسلمان ہوں۔ فرمایا کہ **من اسلم وجهه لله**۔ جو کوئی بھی اپنی تمام تر توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر کر اس کا اعلان کر دے کہ میں مسلمان ہوں تو یہی لوگ مسلمان ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم ایسے ہو، تو تم میں کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہونا چاہئے۔ نیک اعمال پچھلے گناہوں سے بھی مغفرت کے سامان کر رہے ہوں گے اور نیک اعمال کا تسلسل اور باقاعدگی برائیوں سے

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان